بسم الله الرحمن الرحيم

الله اکبر

جهاد

ARIC

د افغانستان ملی اسلامی محاذ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ
دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

ترجمہ :۔ جو لوگ خدا کے خدا ہونے پر ایمان لے آئے اور جنہوں نے اللہ کی حمایت میں اپنے دیس چھوڑے اور اپنے جان و مال سے اس کی لڑائیاں لڑیں اُن کا اللہ کے ہاں سب سے بڑا درجہ ہے! اور یہی وہ لوگ ہیں جو اس دنیا میں بھی فائز المرام ہوں گے۔

سرورق تصویر افغان مجاہدین نے اپنی قوت ایمانی سے روس کی جنگی حکمت عملی کو پاش پاش کر دیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاتلوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم

محاذ

صاحب امتیاز :- کلچرل کمیٹی ملّی اسلامی محاذ

سال دوم ● شمارہ دوم ● مئی ● جون ● جولائی ۱۹۸۸ء

اس شمارے میں

- کمیونسٹ حکومت نام کی نئی مگر ماہیت کے لحاظ سے پرانی ہے
- افغان عوام اور مجاہدین کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہمارا بنیادی فریضہ ہے
- منتخب شوریٰ کے انتخابات تین مہینوں میں مکمل ہو جائیں گے۔
- مجاہدین کی عبوری حکومت کو تسلیم کر لیا جائے۔
- باطل کے مقابلے میں حق کے پیروکاروں کے فرائض
- کب (حوت) افغانستان کی معاصر تاریخ کا ایک یادگار مہینہ
- ڈیالکٹیک
- افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جابر
- افغان مجاہد قوم اسلامی حکومت کے قیام تک لڑتی رہے گی اور کمیونسٹوں کے ساتھ ہر قسم سازباز اور سازش کو خیانت سمجھتی رہے گی۔
- افغانستان کے تقسیم ہونے کے خطرات
- افغانستان سے متعلق بھارت کی پالیسی
- انفاق فی سبیل اللہ
- ثقافتی جد وجہد کی ضرورت اور اہمیت
- گرم کمرہ
- تبلیغ کے آداب وشرائط
- ملک کی ایک ممتاز عالم دین سے انٹرویو
- ماں کی ممتا
- روسی فوجیوں کے ذریعہ مجاہدین کے ہاتھوں خلیقوں اور پرچموں کی فروخت
- مسئلہ ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔

پتہ
کلچرل کمیٹی
محاذ ملّی اسلامی افغانستان
کبابیان پشاور

بدل اشتراک
سالانہ :- ۸۰
ششماہی :- ۴۰
فی پرچہ :- ۸

بیرونی ممالک
۳۰ ڈالر
سالانہ

کمیونسٹ حکومت نام کی نئی
مگر ماہیت کے لحاظ سے پرانی ہے

اداریہ

کابل کے کٹھ پتلی حکومت روسیوں کی ہدایت اور ایماء پر اپنے سیاسی نشانوں تک پہنچنے کی خاطر قوم کا گٹھ جوڑ سیاست کے فریم میں فٹ کرنا چاہتی ہے اور اسی سبب سے کے جی بی کے ایک پرانے اور سابق رکن حسن شرق کو نئی کابینہ تشکیل دینے کا مجاز قرار دیا گیا ہے اور یوں ظاہر کیا جارہا ہے کہ جیسے نہ تو وہ خلق ہیں اور نہ پرچمی۔

اس وقت سے جب کہ روسیوں نے اپنے کٹھ پتلیوں کو افغانستان میں ایک خونی انقلاب کے ذریعے قدرت و اختیار تک پہنچایا۔ نہ صرف اب تک افغان عوام کو بے وقوف بنانے کی خاطر نت نئی سازشیں کی جاتی رہی ہیں۔ بلکہ اب بھی ان کے یہ حربے جاری ہیں۔ انہوں نے سیاسی اور اجتماعی لحاظ سے اپنے ملحد نظام کو ایک عام تائید کی خاطر اپنی آبائی اصطلاح میں قومی، قبائلی" لویہ جرگہ" پارلیمنٹ بنائی۔ اور اب اس کو مزید استحکام بخشنے کی خاطر انہوں نے ایک نیا کھیل شروع کیا ہے اور وہ صدر کے طور پر حسن شرق کا تقرر اور ایک نئی کابینہ کی تشکیل ہے۔ جس طرح کہ ان کی پرانی سیاسی اور انتظامی کوششیں ناکامی سے دوچار ہو چکی ہیں۔ اس طرح انکی یہ موجودہ کوششیں بھی رائیگاں جائیں گی۔ کیونکہ کمیونسٹ کسی بھی صورت یہ نہیں چاہتے کہ اپنی سیاسی اور انتظامی برتری کو اپنے ہی ہاتھوں کھودیں۔ وہ صرف ظاہری تغیر اور تبدیلی سے اپنا دل بہلاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ گویا اس طرح وہ لوگوں کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہوجائیں گے لیکن اب اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ اب بچے بوڑھے، جوان سبھی اس بات کو بخوبی سمجھ چکے ہیں کہ کمیونسٹ کیا کھیل کھیل رہے ہیں اگر ان کا یہ خیال ہے کہ حسن شرق کو کوئی نہیں جانتا تو یہ ان کا خیال خام ہے لوگ اس چہرے کو بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ یہ سردار داؤد کے دور حکومت اور ریاست جمہوری کے دوران حکومت کے لئے مشیر کی حیثیت سے اور پھر صدر کے معاون کے عہدے پر فائز رہا اور پھر اسی دور میں اسے جاپان کے سفیر کی حیثیت سے مقرر کیا گیا اور اس وقت جب کہ داؤد کو اپنے خاندان سمیت قتل کیا گیا تو اس کے عوض اسے (جسے داؤد کے انتہائی قریبی اور ہمراز شخص کی حیثیت حاصل تھی) ٹوکیو سے کمیونسٹوں کے دوست ملک ہندوستان میں سفیر کی حیثیت سے بھیجا گیا۔ وہ بھی جلاد کی طرح شاہی جمہوری اور کمیونسٹ نظام میں کسی قسم کی مشکلات سے دوچار نہ ہوا۔ بلکہ اسے مزید منصبوں اور امتیازات سے نوازا گیا۔ اسی لئے وہ اس جابر نظام کے خونی مقاصد کو حاصل کرنے کی غرض سے" کے جی بی" کی وحشت ناک سازشوں میں ملوث رہا ہے اور ابھی تک اس کے زیر اثر اور حامی ہے۔

یہاں یہ کہنا برا نہ ہوگا کہ وہ چند روز قبل اپنی کابینہ کے ارکان کا اعلان کر چکا ہے۔ آئیے۔ نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ یہ

چہرے نئے ہیں یا کہ وہی پرانے بوٹیاں نوچنے والے ہیں۔

گلاب زری کی داخلی امور کے وزارت کی ٹھیکہ داری ابھی تک ختم نہیں ہوئی ہے اور وہ اب بھی وزیر داخلہ کے عہدے پر مامور ہے۔ ریفع، وکیل، وطنجار، جلالر، لائق، نظر محمد، باچاگل وفادار اور شاہ محمد دوست ابھی تک اپنی کرسیوں پر جمے بیٹھے ہیں۔

صوبائی جرگوں کے رئیس محمود حبیبی اور خلیل احمد ابوی کے چہروں سے بھی ہمارے لوگ اچھی طرح سے واقف ہیں۔ اور ان تمام باتوں کی روشنی میں افغانستان کے عوام کے برملا قاتل اور "کے، جی، بی" کے وطن فروش جاسوس ڈاکٹر نجیب نے اپنی اصطلاح میں جمہوریہ رئیس کی جگہ لے رکھی ہے۔ اور یہ وہ تمام چہرے ہیں جو کہ افغانستان کے کریملن کی ہر سازش کے سلسلے میں ایک دوسرے کے نام پر سامنے آئے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس طرز کی نام نہاد حکومت اور حکمران پارٹی کے جانے پہچانے کمیونسٹ اور جاسوس افغان عوام کے اعتماد کو حاصل کرسکیں۔

ہماری اور افغانستان کی بہادر قوم کا یہ عہد صاف اور واضح ہے کہ "جب تک ایک مکمل اسلامی نظام افغانستان کے عوام کی پسند اور مرضی سے اور مجاہدین کے حوصلوں اور کوششوں سے رائج نہیں ہوجاتا اور جب تک یہ کمیونسٹ قدرت و اختیار کی کرسیوں سے ہاتھ دھوئیں بیٹھتے اور روسی فوجیں افغانستان کی سرزمین سے مکمل طور پر نکل نہیں جائیں ہمارا جہاد قائم و دائم رہے گا۔

قولِ رسولؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

عمران بن حصین سے روایت ہے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی۔ اور غالب رہے گی جو ان سے دشمنی کرے گا یہاں تک کہ ان کا آخر مسیح دجال ہوگا۔ جن کے ساتھ وہ لڑائی کرے گا۔

(روایت ہے ابوداود شریف سے)

ابوامامہ رضؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جس شخص نے جہاد نہ کیا اور نہ ہی مجاہد کا سامان وغیرہ درست کیا اور نہ ہی جہاد کے ساتھ مجاہد کے گھر میں جا نشین رہے قیامت کے دن پہلے پہل اللہ اس کو کوئی سخت مصیبت میں مبتلا کردے گا (روایت کیا ہے اس حدیث مبارکہ کو ابوداود نے)

حضرت انس حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں فرمایا مشرکوں کے ساتھ اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور زبانوں کے ساتھ جہاد کرو

(روایت کیا ہے اس حدیث شریف کو ابوداود دارمی اور نسائی نے)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کو پھیلاؤ کھانا کھلاؤ اور اپنی فضائے دسائل موجودہ سے کفار کی کھوپڑیوں کو مارو تم کو جنت کا وارث بنا دیا جائے گا

(روایت کیا ہے اس حدیث شریف کو نسائی اور دارمی نے) اور ترمذی نے مزید کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے

افغان عوام اور مجاہدین کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہمارا بنیادی فریضہ ہے

جناب پیر سید احمد گیلانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین ۔

اما بعد

رہبر شوریٰ کے محترم اراکین

عزیز مجاہدو!

قابل احترام مہمانان گرامی اور حاضرین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجاہدین کے اتحاد کی عبوری قیادت سونپنے اور مجھ پر اعتماد کرنے کی وجہ سے میں آپ لوگوں کا ممنون ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ مجھے اس مختصر سے عرصے میں اس بھاری ذمہ داری سے بطریق احسن نبرد آزما ہوسکوں اور افغانستان کے مجاہد عوام کی خوشنودی حاصل کرسکوں اور اُن کے توقعات پر پورا اترسکوں۔ یہ بات میرے لئے باعث مسرت ہے کہ میرے پیشرو میرے بھائی جناب انجنیئر حکمت یار نے اپنی ذمہ داری نہایت خوش اسلوبی سے نبھائی۔ انہوں نے افغان عوام کے مستقبل کے لئے لائحہ عمل کے تعین، شوریٰ کے قیام اور عبوری حکومت کے قیام شمول بہت سے دوسرے مسائل اپنے بھائیوں کی تعاون سے حل کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کیں۔ میرے لئے ان کی یہ کوششیں باعث مسرت ہیں۔ میں ایک مومن کی حیثیت سے موجود نازک حالات میں مجاہدین کی صفوں اور

افغان عوام کے درمیان اتحاد کو نہایت اہم سمجھتا ہوں۔ یہ اتحاد اس وقت مؤثر اور ثمر بار ہوگا جب مجاہدین کی صفیں آپس میں منظم و متحد ہوں۔ یہ اب مجاہد تنظیموں کا فرض ہے کہ وہ افغان عوام کی صفوں میں ہم آہنگی پیدا کر کے ان میں مکمل اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ یہ اتحاد اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب افغانستان کے تمام لوگوں کی خواہشات اور آرزوؤں کا احترام کیا جائے۔ اُن کو اپنی قسمت کے آپس میں فیصلہ کرنے کا حق دیں اور اُن کو یہ حق دیں کہ وہ اسلامی قیادت کا انتخاب کریں۔ اس طریقے سے وہ دین اور وطن کے دشمنوں کے خلاف متحد ہو جائیں گے۔ اور یہی اقدام کلمہ توحید کی سربلندی اور ملحد حکومت کے زوال کا باعث بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔ وہ تمام قوتیں اور حکومتیں جو افغانستان کے مسلمانوں سے لاتعلق ہوں اور اُن کی جد و جہد کی حمایت نہ کرتے ہوں اور اتحاد کا باعث نہیں بن سکتیں بلکہ وہ جہاد میں خلل پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں اور ہماری جد و جہد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ عبوری قیادت کے دوران اتحاد میں شامل تنظیموں کے رہنماؤں اور ان کے حواریوں کی تائید و حمایت اور منتخب شوریٰ کے قیام کے لئے کوششیں کروں، میں جہاد میں مصروف مجاہدین مہاجرین اور تنظیم کا ایک رکن ہوں۔ انہوں نے ہر مشکل وقت میں میرا ساتھ دیا۔ اور اس سلسلے میں بھوک، پیاس، گرمی سردی اور دوسرے مصائب و مشکلات کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ ہم نے ان تمام مشکلات کے باوجود محاذ قائم کیا اور خداوند تعالیٰ کے دشمنوں کے بالمقابل کھڑے ہو گئے۔ ان حالات میں میں ان کے رہنما ہونے کی حیثیت سے ان کی جد و جہد اور قربانیوں کو کیوں نظر انداز کر سکتا ہوں اور ان کے اس حق سے کیسی چشم پوشی کر سکتا ہوں کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ آپ کریں۔

خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اتحاد و اتفاق کی بدولت ہم میدان جہاد میں پیشقدمی کر سکتے ہیں۔ اسی مقام پہ خداوند تعالیٰ وحدت اور یگانگت پر زور دیتا ہے اور مسلمانوں کو بے اتفاقی سے منع کرتا ہے یہ ہمارا فرض ہے کہ جہاد میں مصروف تنظیموں، مسلمانوں کی صفوں اور افغان عوام کے مختلف طبقوں کے درمیان اتحاد کو مضبوط اور مؤثر بنائیں۔ امارات اور اختیارات پر زور دینا اور مالی حیثیتوں کو مدنظر رکھ کر کوئی فیصلہ کن قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔ یہ طرز عمل افغانستان کے عوام میں تفرقہ پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے اور بھائی کو بھائی سے لڑانے کی راہ دکھاتا ہے۔ حکومت اور قیادت کا فیصلہ کرنا افغانستان کے مسلمان عوام کی رائے پر منحصر ہے۔ میں جہاد میں مصروف تنظیموں کے اکابرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس اسلامی اور اجتماعی کام میں میرے ساتھ تعاون کریں تاکہ ہم ایک منتخب شوریٰ کا قیام عمل میں لا سکیں اور اس سلسلے میں کامیابی سے یہ مرحلہ طے کر سکیں۔ ہمیں اس مرحلے پر ایک دوسرے کے ساتھ بھرپور تعاون کرنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں ذاتی اور تنظیمی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر اسلامی اور اجتماعی مفادات کو مدنظر رکھنا چاہیئے

آج روس کی جارح فوج افغان عوام کی مؤثر قیادت کی وجہ سے افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ اس نازک مرحلے پر ہمیں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہیئے جو ہماری بے اتفاقی اور کمزوری کا باعث بنے اور جارح فوج کو تقویت حاصل ہو۔ خود خواہی اور تنظیم پروری جہاد میں تفرقے اور کمزوری کا باعث بنتی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ افغانستان کی ملت کو وہ تمام حقوق دیں جو انہیں اسلام نے دے رکھی ہیں اور اس سلسلے میں مہاجر اور مجاہد کے فرق کو مدنظر نہ رکھیں۔ ہمیں چاہیئے کہ جہاد کے معاملات میں علماء کرام اور صاحب دانش لوگوں سے مشورہ کریں۔

خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین استجابوالربھم و اقاموالصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم ومما رزقناھم ینفقون۔

اس مرحلے پر ہم اُن ممالک سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہماری وحدت اور یکجہتی کے لئے کوششیں کریں جو ہماری جہاد کی حمایت کرتے ہیں۔

میں ایک دفعہ پھر تمام مہاجر اور مجاہد بھائیو اور پاکستانی انصار بھائیو کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے لئے ہر قسم کی قربانیاں دی ہیں اور لاکھوں مہاجرین کو سینوں سے لگائے رکھا ہے۔ میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے ہماری ہر ممکن مدد کی۔

والسلام

جناب پیر سید احمد گیلانی

منتخب شوریٰ کے انتخابات تین مہینوں میں مکمّل ہو جائینگے

مجاہدین افغانستان کے اسلامی اتحاد کے سربراہ اور ملی اسلامی محاذ افغانستان کے رہبر جناب پیر سید احمد گیلانی نے کہا ہے کہ افغانستان کے عوام کی نمائندہ اور منتخب شوریٰ حالیہ عبوری حکومت کے سلسلے میں ووٹ دے گی۔ تاکہ تین ماہ کے عرصے میں انتخابی عمل تکمیل کو پہنچے جس میں افغانستان کے آزاد علاقوں کے لوگ مجاہدین اور مہاجرین عبوری حکومت کی تشکیل کے لئے ووٹ ڈالیں گے۔

یہ بات پیر سید احمد گیلانی نے اے پی آئی اژانس کو ایک انٹرویو میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ہر موضوع کا فیصلہ باہمی اتفاق اور اصلاح مشورے کی بنیاد پر ہونا چاہیئے۔ پیر سید احمد گیلانی نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ کابل میں موجودہ حکومت کے مکمل خاتمے تک جہاد جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ عبوری حکومت افغانستان کو اس وقت منتقل کی جائے گی جب منتخب شوریٰ اس کی منظوری دے گی۔ مجاہدین افغانستان کے اسلامی اتحاد کے سربراہ نے یہ بات واضح کردی کہ موجودہ حالات اور شرائط میں افغان مہاجرین اپنے گھروں کو واپس نہیں جاسکتے۔ انہوں نے سابق شاہ ظاہر شاہ کے افغانستان کے آنے کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اس کے بارے میں منتخب شوریٰ کو ہی اختیار حاصل ہے

پیر سید احمد گیلانی نے روسی فوجی قیدیوں کے بارے میں کہا کہ یہ موضوع ابھی تک شوریٰ کے سامنے نہیں آئی اور نہ مجھے یہ علم ہے کہ کتنے روسی فوجی قیدی افغان مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔

انہوں نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا، کہ کوئی بھی قیادت اس قابل نہیں ہوسکتی کہ وہ طاقت کے بل بوتے پر اپنی رائے اور نظریہ افغانستان کے مسلمان عوام پر ٹھونس دے۔

مجاہدین کی عبوری حکومت کو تسلیم کرلیا جائے

بین الاقوامی سیمینار کا فیصلہ

استحکام پاکستان کونسل نے رابطہ عالم اسلامی کے تعاون سے ۲۹ اور ۳۰ جون کو اسلام آباد کے ہالیڈے ان ہوٹل میں "جنیوا معاہدہ" اور افغانستان کا مستقبل کے زیر موضوع ایک دو روزہ عالمی سیمینار کا اہتمام کیا جس میں عالم اسلام کے ممتاز دانشوروں کے علاوہ آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان۔ رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل عبداللہ عمر اسلامی اتحاد مجاہد افغانستان کے سربراہ جناب سید احمد گیلانی افغانستان کے عبوری حکومت کے صدر انجینئر احمد شاہ احمدزئی بعض اسلامی ممالک کے سفیروں، پاکستان کے متعدد سیاستدانوں

مجاہدین بیسویں صدی کی ایک عظیم اور بہادر ملت ہے وہ دن اب دور نہیں کہ یہ مجاہد اپنے شرعی مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے اور افغانستان میں اپنے پسند کا نظام قائم کرلیں گے۔

بعد ازاں رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف نے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مجھے اس بات پر انتہا درجہ مسرت ہے کہ افغانستان کے مجاہدین کی جہاد نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک ولولہ تازہ اور جذب دروں عطا کیا اور ان میں اسلامی تشخص کا احساس

سینیٹ اور قومی اسمبلی کے سابق ارکان اور صحافیوں نے شرکت کی۔

سیمینار کا آغاز شام چار بجکر بیس منٹ پر تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان نے اپنے افتتاحی تقریر میں فرمایا۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی یہ پیشن گوئی اب سب لوگوں پر واضح ہوگی کہ افغانستان سے روسیوں کا انخلاء بیسویں صدی کا ایک معجزہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ افغان

پیدا ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ مجاہدین کے پے در پے کامیابیوں اور کامرانیوں کا راز فضل خداوندی اور ان کے عزم صمیم میں مضمر ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جنیوا معاہدہ کابل کے کٹھ پتلی حکومت کو یہ حق نہیں دیتا کہ افغان عوام کے قسمت کا فیصلہ کریں بلکہ صرف مجاہدین کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے نمائندے منتخب کریں۔

محترم ڈاکٹر نصیف نے اپنے خطاب کے آخر میں فرمایا: مجاہدین کی اعلان کردہ حکومت کو تسلیم کرلیا جائے۔ کیونکہ

یہ حکومت افغان عوام کے حقیقی نمائندوں پر مشتمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا والوں کو اب اس بات کا احساس ہو جانا چاہیئے کہ مجاہدین پر اُن کے مؤقف کے برعکس کوئی رائے ٹھونسنا ایک ناممکن اور غیر فطری بات ہے۔

اسلامی اتحاد مجاہدین افغانستان کے سربراہ جناب پیر سید احمد گیلانی نے جنیوا معاہدے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا "جنیوا معاہدہ پر عمل درآمد کے سلسلے میں ہم پر کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ معاہدہ ہمارے دکھوں کا مداوا کر سکتا ہے۔

اس کے بعد عبوری حکومت کے صدر انجنیئر احمد شاہ احمدزئی نے حمد و ثناء کے بعد صدر آزاد کشمیر، سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی اور دوسرے شرکاء کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے مجاہدین کے مؤقف کو تقویت پہنچانے اور عبوری حکومت کے تائید کے سلسلے میں اتنی مربوط اور جامع کوشش کیں ہیں انہوں نے مزید کہا کہ ہم تمام اسلامی اور دوست ممالک جن میں پاکستان اور سعودی عرب سرفہرست ہیں، کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ان ممالک نے نہایت سخت گھڑیوں میں ہمارے ساتھ مادی اور اخلاقی کمک پہنچائی۔

جنیوا معاہدے کے متعلق میں صرف اتنا کہوں گا کہ اس پر غیر متعلقہ فریقوں نے دستخط کئے ہیں۔ اس لئے ہم پر اس کی حمایت یا مخالفت کرنے کے سلسلے میں کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ روسیوں کو میدانِ جنگ میں شکست ہو چکی ہے اور وہ افغان مجاہدین کے سامنے مزید ٹھہرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ ہماری کارروائیاں اس وقت تک جاری رہیں گی جب تک روس کی سرخ فوج کا آخری سپاہی دریائے آمو کے اس پار نہ چلا جائے۔

محترم انجنیئر احمد شاہ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"گورباچوف کی وحشت ناکیوں اور خودسری میں کوئی فرق نہیں آیا ہے بلکہ وہ اس طریقے سے اپنے فوجیوں کے خون کے بہانے کو روکنا چاہتا ہے اور اپنے کمزور اقتصادی نظام کو سہارا دینا چاہتا ہے۔

سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عبداللہ عزام نے کہا۔

"ہم دنیا بھر کے ممالک سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ افغان مجاہدین کی اعلان کردہ حکومت کو تسلیم کرلیں۔ جہاد میں مصروف تنظیموں سے بھی ہماری توقع ہے کہ وہ اپنے تمام صلاحیتیں اور وسائل اس حکومت کے استحکام کے لئے بروئے کار لائیں گے۔

اس موقعہ پر پاکستان کے سابق وزیر خارجہ جناب آغا شاہی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغان مجاہدین کے بے دریغ قربانیوں کے نتیجے ہی میں روسی افغانستان سے نکل رہے ہیں افغانستان کی جنگ سو فیصد اسلامی جہاد ہے۔ نجیب کی حکومت کسی صورت میں بھی افغان ملت کی نمائندگی کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ مجاہدین اپنی جدوجہد میں حق بجانب ہیں۔

بعد ازاں عبوری حکومت کے وزیر دفاع حاجی دین محمد نے جنیوا معاہدے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "جنیوا معاہدہ افغان ملت کی قربانیوں کے خلاف ایک سازش ہے۔ کارڈوویز ہمارے داخلی معاملات میں دخل دینے سے احتراز کرے۔

اس موقعہ پر عبوری حکومت کی دعوت و ارشاد کے وزیر محمد یاسر نے کہا کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ بڑی بڑی داڑھیاں رکھنے والے سیاست نہیں جانتے۔ لیکن میں یہ بات علی الاعلان کہتا ہوں کہ قرون اولیٰ کی طرح اس پریشان حال امت کی کشتی کو یہی لوگ ساحلِ مراد تک پہنچائیں گے۔

سیمینار کے آخر میں حسب ذیل اعلان نامہ جاری کیا گیا

۱۔ "ہم مجاہدین کے ساتھ حمایت اور امداد کے سلسلے کی تائید کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ ان کے آخری کامیابی تک جاری رہے گا۔

۲۔ ہم مجاہدین کو ان کی قربانیوں پر ہدیۃ تبریک پیش کرتے ہیں

۳۔ روسی کابل انتظامیہ کو ہر قسم کی فوجی اور اقتصادی

باطل کے مقابلے میں
حق کے پیروکاروں کے فرائض

عبدالباری غیرت

"دینِ اسلام کے سچے جذبوں سے سرشار قدردان واعظ علماء اور مبلغینِ اسلام اگر اسلامی تعلیمات کو پھیلانے اور اس کا پرچار کرنے میں اس قدر تگ و دو نہ کرتے اور لوگوں نے بھی ان مومنوں کے چال چلن، قول و فعل اور نیک خصلتوں کو عملاً نہ دیکھا ہوتا تو آج اسلام اس قدر تیزی سے کبھی نہ بڑھتا، یہی وجہ ہے کہ اب علماء اور مفکرین گروہ در گروہ دین اسلام کے دائرے میں داخل ہو رہے ہیں اور نہ صدق قلبی سکون کی واحد پناہ گاہ اس دین کو قرار دیتے ہیں۔ بلکہ آخرت کے عذاب کا خوف بھی انہیں لاحق ہے۔ بین الملّی سطح پر اسلام کے لئے اس کی سربلندی اور ترقی و ترویج کے لئے واقعی ان علماء نے بڑی بارآور کوششیں کی ہیں۔ اور اس طرح کی کوششیں وہاں زیادہ مؤثر اور بارآور ثابت ہوتی ہیں۔ جہاں تعصّب اور ریا اور نسلی تفرقے نہیں ہوتے۔

یہ اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ مسلمان ہمیشہ ایک دوسرے کے کاموں میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ،

"جو کسی مومن کے کام میں اس کی مدد نہیں کرتا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے"

پس مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے دکھ درد کو اپنا سمجھے اور جب کبھی اُسے تکلیف میں دیکھے تو اس کے ساتھ رہے یا اگر اس کے ساتھ نہ بھی ہو تو بھی پہلے اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف اور دکھ درد کو دیکھنا چاہیئے۔ لہٰذا جب کسی مومن کا مصائب و مشکلات سے سامنا ہوتا ہے تو اس کے دوسرے مومن بھائی کو چاہیئے کہ وہ اس کی مدد کو دوڑے اور حتی المقدور اس کی مدد کرے۔ لیکن یہ احساس مسلمانوں میں وہاں پیدا ہوتا ہے، جہاں اُن کا ایک دوسرے کے ساتھ آنا جانا ہوتا ہے۔ جہاں وہ ایک دوسرے کی غمی و خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف مذہبی مراسم میں وہ یکجا ہوتے ہیں بلکہ اسلامی دعوت و تبلیغ اُن کے معاشرے میں ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

دعوتِ اسلام کے لئے نہ صرف قومی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی ایسی جماعتیں وجود میں آنی چاہئیں اور یہ نظریہ تبلیغ کے توسّط سے لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔ تاکہ یہ بابرکت اور مقدس مشن علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکے۔ اس سلسلے میں مسلمانوں کے ساتھ معاونت ہو چکی ہے اور اُن کے کاندھوں پر سے یہ بوجھ بہت حد تک اتر چکا ہے۔ ہر کہیں ان مسلمانوں کے

یتیموں اور بیواؤں کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا انتظام ہو چکا ہے، اُن کو مادی امداد بھی دی جا چکی ہے ان کے لئے مساجد اور مدرسے تعمیر کئے گئے اور جہاں کہیں یہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہاں ایسے مؤثر اقدامات کئے گئے ہیں کہ وہ اِن دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی عادات و اطوار نہ اپنائیں اور نہ ہی اُن کی تہذیب میں رنگ جائیں۔

عصرِ حاضر میں اسلام کے عظیم مذہب کا خاطر خواہ استقبال ہونا

بلکہ انہیں ایڑیاں رگڑ کر مرنے اور خودکشی کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور یہ کام اُن ممالک میں زیادہ تر ہوتے ہیں۔ جو ہر دم اپنی مذہب اور تہذیب کا راگ الاپتے ہیں۔ اور ان تمام گندے ماحول کا ثبوت یہ ہے کہ یہ دیگر مادی نظریات کے قائل ہیں اور لغویات پر یقین رکھتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ اسلام ایک ایسا طبعی اور فطری مذہب ہے کہ ہر انسان کے دل میں اپنی جگہ بناتا اور رکھتا ہے اور یہ اس لئے کہ یہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کا ضامن ہے اور جب بھی یہ منطقی اور معقول طریقے سے لوگوں کو بتایا جاتا ہے اور لوگ بھی وہی کچھ پسند کرتے ہیں

روسی فوجیوں نے کبھی بھی ہمارے مجاہد عوام کی نابودی کی خاطر اس طرح کے سنگین ہتھیاروں کے استعمال سے بھی دریغ نہیں کیا ہے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ جب سے دعوتِ اسلام اور تبلیغ لوگوں کے لئے عام ہوئی ہے اور اس سلسلے میں مکمل اور مستقل بنیادوں پر کام شروع ہوا ہے تو دوسرے تمام نظریات خواہ وہ کمیونسٹی نظریئے ہوں یا قومی اور یا دیگر نظریات۔ تمام کے تمام اسلام کے مقابلے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ غیر مسلم ممالک میں جو سنگین جرائم ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنسی جرائم اور منشیات کے استعمال۔ جو کہ نہ صرف ان کی بے سکونی کا باعث ہیں۔

جن میں اس کا اپنا فائدہ ہو۔ تو اسلام کے یہ نیک طبع اور بزرگ داعی اور مبلغین اس مشن میں اچھی طرح کامیاب ہو چکے ہیں اور ان کے ہی توسّط سے اسلام دنیا کے کونے کونے تک پہنچ چکا ہے۔ لوگوں نے بھی ان کے نیک عمل سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے۔

اسلامی دُنیا کا موجودہ المیہ

باوجودیکہ اسلامی فکر دوسرے تمام باطل افکار اور

مادی نظریات پر ادلیت رکھتی ہے اور لوگوں بھی اُن کی دینی حقانیت اور معقولیت سے متاثر ہوتے ہیں حتّٰی کہ یہ دین اُن معاشروں اور افکار کی رگوں میں سرایت کرتا ہے جو کمیونسٹ ہیں۔ اور اس دین کے ساتھ مخاصمت رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود مسلمان قومیں دوسروں کی سازشوں کا شکار ہوکر آپس میں اس طرح برسرِ پیکار نظر آتی ہیں۔ کہ اُن کے درمیان صلح کی کوئی بھی راہ ہموار ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس کی مثال ایران عراق جنگ ہے جو کہ بدقسمتی سے گذشتہ آٹھ سال سے لڑی چلی آرہی ہے ہے۔ لاکھوں افراد مارے جاچکے ہیں اور روز بہ روز اس جنگ کے شعلے اور بھی بھڑک رہے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح واضح کرنی چاہیئے کہ یہ اسلامی دنیا پر مضر اثرات رکھتی ہے، نہ صرف اسلامی دنیا پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بلکہ ساری دنیا کو بھی آزمائش اور خطرے میں ڈالا ہوا ہے۔

اسی طرح یہ دوسرا اہم موضوع جس نے ساری اسلامی دنیا کو شدید خطرے اور بد امنی کی فضا میں ڈال رکھا ہے وہ افغانستان کا مسئلہ ہے، جس پر ایک جابر قوت اپنی ننگی جارحیت کی مرتکب ہوئی ہے اور اس قوم کے سارے حقوق کو اپنے پیروں تلے روند کر روز بہ روز ہزاروں بے گناہ انسانوں کو عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو موت کے گھاٹ اتار رہی ہے اور یہ دنیا بھی اُسے بے حسی سے دیکھتا رہ گئی ہے۔ حتّٰی کہ اس بڑے دشمن کا نام تک بھی نہیں لے سکتی۔

ایک دوسرا مسئلہ فلسطین کا ہے، جس پر ظالم یہودیوں نے ناحق قبضہ کر رکھا ہے۔ اور ہر روز اُن کی چیخ و پکار اور مظاہروں کا جواب توپوں اور بندوقوں سے دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری مسلمان اقلیتوں کے مسائل بھی ہیں۔ جو دوسروں کے زیرِ طاقت اور قدرت اپنی زندگی کے ایّام گذار رہے ہیں اور ان کے جائز حقوق اور مذہبی آزادی کو یکسر نظر انداز کیا جاتا ہے

اگر کبھی مسلمان آپس کے اختلافات کو ختم کرلیں اور جیسا کہ اسلام کہتا ہے کہ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" "مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں"۔ اس مبارک آیت پر یہ مسلمان قومیں عمل پیرا ہوجائیں۔ تو پھر ایسی کوئی طاقت پیدا نہیں ہوسکتی جو انہیں ذلت کی نگاہ سے دیکھنے اور نہ ہی کسی کی مجال ہوسکے گی کہ ان پر حملہ آور ہوکر ان کے حقوق کو تہہ و تیغ کرڈالے

اگر یہ پوری سچائی سے اسلامی دنیا بنالیں تو پھر ساری دنیا احترام اور اطاعت سے ان کے آگے جھک جائیں گی۔ اس دین کو اپنانے کے لئے زمین بھی ہموار ہوجائے گی۔ اور لوگ بھی اس سچے فلسفۂ اسلام اور اس کی حقانیت کو سمجھ پائیں گے اور فوج در فوج اس دین کے دائرہ میں داخل ہوگی اور ایسا وقت بھی آجائے گا کہ قرونِ اولیٰ کی طرح لوگ ایک بار پھر زندگی کے مسائل سے بے فکر ہوجائیں گے اور سب امن اور آشتی کی دنیا میں زندگی گذاریں گے۔

بقیہ — بین الاقوامی سیمینار

امداد کی فراہمی بند کردیں۔

۴۔ افغان مجاہدین کے جدوجہد کی غیر مشروط طور پر حمایت کی جائے

۵۔ عالمی برادری کو اس بات کا اعتراف کرلینا چاہیئے کہ مجاہدین اپنے عوام کے حقیقی نمائندے ہیں۔

۶۔ تمام دنیا اور بالخصوص اسلامی ممالک افغانستان کے ازسرِنو آبادکاری میں مجاہدین کے ساتھ بھرپور امداد کرنی چاہیئے۔

۷۔ مجاہدین کی اعلان کردہ عبوری حکومت کو تسلیم کرلیا جائے

۸۔ مجاہدین کو اسلامی کانفرنس میں افغانستان کی خالی نشست دیجائے

۹۔ فلسطین کے مسلمانوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے اُن کے منصفانہ جدوجہد کی حمایت کی جائے۔

کب (حوت) افغانستان کے

معاصر تاریخ کا ایک یادگار مہینہ

محمّد عارف غروال

افغانستان کے قابل فخر تاریخ میں کچھ ایسی یادگار دن بھی ہیں جو افغانوں کی ہر نسل کو اپنے دین کی سربلندی اور وطن کے دفاع کے لئے قربانی اور سرفروشی کا درس دیتی ہے اور ہمارے دین اور وطن کے دشمنوں کو یہ بات یاد دلاتی ہے کہ اس باحمیت سرزمین کا بچہ بچہ اپنے دین کی شان اور وطن کی آن پر قربان ہونے کو اپنا فرض اولین سمجھتی ہے اور اس سلسلے میں جانی اور مالی قربانی سے کبھی بھی دریغ نہیں کرتی۔ افغانوں نے اپنی روایت تاریخ کے ہر دور میں برقرار رکھی ہے۔

جب اسلامی افغانستان پر روسی کی ایما اور تعاون پر کمیونسٹ انقلاب کی وحشتناکیاں اور ظلم و بربریت کے سیاہ بادل چھا گئے تو اس کے ساتھ ہی اس تاریخی اور اسلامی مملکت کے فرزندوں نے بھی سرخ سامراج کے ایجنٹوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے جہاد کا علم بلند کیا۔ اور سر بکف و کفن بردوش ہوکر وطن فروشوں کے خلاف نکل آئے۔ احساسات میں ایک ہیجان آگیا۔ طوفانی تحریک کا آغاز ہوا۔ سوئے ہوئے دلوں کو نئی زندگی مل گئی اور وہ منزل مراد کی جانب تیزی سے قدم بڑھانے لگے اور اس طرح ملک کے جس کے ذریعے وہ دشمن کے آہنی ٹینکوں اور دوسرے آتشین اسلحہ کو بیکار بن سکتیں۔

عظمتوں اور علم و دانش کے گہوارے شہر ہرات میں کوئی لاشیں جمع کرنے اور زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے کے لئے بھی باقی نہ رہا۔ وحشی دشمن نے اکثر شہداء اور زخمیوں پر بلڈوزر چلا دئے اور ان کو منوں مٹی تلے دفن کیا۔ وہ اس طریقے سے اپنے مظالم پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے اور بین الاقوامی برادری کو دھوکہ دینا چاہتے تھے۔

اگرچہ راہ حق کے سپاہی ہرات شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن انہوں نے دنیا پر ثابت کیا کہ افغانستان کی مسلمان اور بہادر ملّت اپنے دین اور وطن کے دشمنوں کے انسان کش اسلحہ کے مقابلے میں سینہ سپر ہو سکتے ہیں اور خالی ہاتھ اپنے ایمانی قوت اور عقیدے کی برکت سے ہر قسم کے طاغوتی اور شیطانی طاقت کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اس تاریخ ساز تحریک میں ہرات کے شہریوں نے ۲۵ ہزار سے زائد شہیدوں کا خون دے کر دنیا بھر میں کمیونزم کے اصلی چہرے کو بے نقاب کیا اور کمیونزم کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ ہرات کے قابل فخر شہریوں کا مقابلہ روسی ایجنٹوں کے ساتھ اور کسی طریقے سے بھی اسلام کے مقدس اقدار کے خلاف کمیونسٹوں کی مذموم حرکتوں اور سرگرمیوں کو برداشت نہ کر سکیں۔ بموں اور گولیوں کی بارش ہو رہی تھی۔ آگ برس رہی تھی۔ انسانیت

اور بشریت کے دشمن ہرات کے شہریوں پر مسلسل آتش و آہن کی بارش برسا رہے تھے۔ بہت سے معصوم بچے اپنی ماؤں کے آغوش میں جام شہادت نوش کر گئے۔ بہت سے بچوں کو والدین کے سایہ عاطفت سے محروم کر دیا گیا بے شمار گھر زمین بوس ہو گئے، مسجدیں شہید ہو گئیں۔ اور لوگوں کا قتل عام شروع ہو گیا، لوگ چنگیز خان کے خون اشامیوں کو بھول گئے اور ہلاکو کے مظالم کی یاد تازہ ہو گئی۔ ہرات کے خوبصورت شہر کے در و دیوار خون سے رنگین ہو گئے اور آبی ندیوں میں پانی کی بجائے خون بہنے لگا، لیکن اس کے باوجود سنگدل دشمن کا دل موم

یہ مجاہد مستحکم اور مصمم ارادے کے ساتھ محاذ جنگ کی طرف جا رہا ہے۔

نہ ہوا اور ظلم و بربریت کا بازار بدستور گرم رہا۔ عین اسی وقت مشین ڈھنڈ اور کندہار سے تازہ دم فوجی قوت ان کے لئے پہنچ گئی اور پھر قتل عام کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا اور انسانوں کے ہاتھوں انسانوں کے سروں کی فصل کاٹی جانی لگی۔ اگرچہ دین حق کے سپاہیوں نے بہادری اور شجاعت کے ناقابل فراموش جوہر دکھائے اور اکثر مقامات پر دشمن کی پیش قدمی روکنے میں کامیاب ہوتے لیکن ان کے پاس ایسا اسلحہ موجود نہیں تھا۔ جیسے جیسے میں روسی ایجنٹوں کے خلاف نہایت بہادری اور شجاعت کے ساتھ صف آرا ہو گئے۔

یہ ۱۳۵۷ھ کے کب کی ۲۲ تاریخ تھی جب ہرات کے تاریخی اور خوبصورت شہر میں اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے اور وہاں کے مسلمان بچوں نوجوانوں عورتوں اور مرد روسی ایجنٹوں پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑیں۔ اولیاء کرام اور تاریخ ساز شخصیتوں کے اس تاریخی شہر میں ایک دفعہ پھر سرخ سامراج کے ایجنٹوں کے مقابلے میں دین اسلام کے غیور فرزندوں نے ایک دفعہ پھر اپنے سینے ڈھال کئے اور ہرات کے کوچہ کوچہ میں دین حق کے ملکوتی نعرے ہر سو بلند ہونے لگے اور دشمن نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کی کیفیت سے دوچار ہو گئے۔ رات کی پر آشوب تاریکی میں مجاہدین کے بندوقوں کے چلنے کی آوازیں میں لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور ایک بڑی قربانی کے لئے ہرات کے شہریوں کو لا کھڑا کیا۔ حق اور باطل کے معرکے کا آغاز ہوا۔ ہرات کے فوجی رجمنٹوں کے مسلمان منصبدار اور سپاہی اپنے ہم وطن مجاہدین کے ساتھ مل گئے اور وہ روسی ایجنٹوں کے ہر مورچے پر تابڑ توڑ حملے کرنے لگے۔ رات بھر حق اور باطل کے پیروکاروں کے درمیان خونریز لڑائی ہوتی رہی۔ اس خونریز لڑائی نے کابل کے کٹھ پتلی حکومت کے چھکے چھڑا دیئے اور کریملن کا ایوان لرزہ براندام ہو گیا۔ ابھی سورج کی سفید شعاعیں ہرات شہر کے تاریخی مناروں اور گنبدوں پر نہیں پڑی تھیں کہ روسی سرزمین سے جٹ بمبار طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کا ایک غول نمودار ہوا اور ہرات کے تاریخی اور خوبصورت شہر پر زبردست بمباری شروع کر دی گئی۔ ہر سو گرد و غبار اور سیاہ دھواں پھیل گیا اور سورج کی کرنیں زمین تک نہ پہنچ سکیں۔

افغانستان کے دوسرے علاقوں کے مکینوں کی طرح ہرات کے مسلمان شہری کسی قیمت پر بھی اس بات کے لئے

تیار نہیں تھے کہ ملی اسلامی تشخص کو تباہ کرنے کے پروگرام پر عمل درآمد کرایا جائے اور اسلامی افغانستان کے اسلامی سرزمین پر کفر اور کمیونزم کا پرچم لہرادیا جائے۔ ہرات کے شہریوں کو اس بات کا یقین تھا کہ اس راہ میں جان کی قربانی دینا ابدی اور آسائشوں سے بھرپور زندگی اور اخروی سعادت حاصل کرنا ہے اس لئے اس قتل عام کے بعد بھی انہوں نے اپنی مسلح جدوجہد جاری رکھی اور روسی ایجنٹوں پر ان کے مکینوں کے قتل کے بعد بھی ان کے جذبہ جہاد کو سرد نہ کر سکے اور نہ ہی افغانوں کے دلوں میں جذبہ حریت ماند پڑسکا۔ ہرات شہر کے شہری اور اس کے قرب وجوار میں رہنے والے لوگ آج تک دین حق کی سربلندی کے لئے دشمن کے خلاف نبرد آزما ہیں اور افغانستان کے دوسرے علاقوں کی طرح یہاں بھی دشمن کو مجاہدین کے ہاتھوں زبردست زک اٹھانی پڑ رہی ہے اور وہ دن دور نہیں کہ ایک دفعہ پھر خواجہ عبداللہ انصاری کے مناجات کے اس شہر میں امن ومحبت اور خوشحالی کی ہوا چلنے لگے گی اور یہاں کے لوگ حسب سابق آزادی کی فضا میں سانس لے سکیں گے۔ ہرات میں کفر کے دانت کھٹے کرنے والی جنگ کے علاوہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی ایسی خونریز لڑائیاں لڑی گئیں جن میں روسی ایجنٹوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور ان وطن دشمن عناصر کو کیفر کردار تک پہنچانے کا وقت آپہنچا۔ اپنے ایجنٹوں کو ناکام دیکھ کر بیسویں صدی کے سب سے بڑے دہشت گرد روس نے اسلامی افغانستان میں مسلح مداخلت کا پروگرام بنایا۔ تاکہ وہ اس طریقے یہاں اسلامی تشخص کو نیست ونابود کرتے ہوئے کمیونزم کے فروغ کے لئے راہ ہموار کرے چنانچہ تمام بین الاقوامی قوانین کو نظرانداز کرتے ہوئے اس جارح قوت نے ہمارے دیس کو جارحیت کا نشانہ بنایا۔

ابھی افغانستان میں روسی جارحیت کے دو مہینے بھی نہیں گذرے تھے کہ جہاد میں مصروف گروہ پہلے سے زیادہ فعال اور منظم ہوکر میدان جہاد میں نکل آئے اور انہوں نے روسیوں کو بتادیا کہ اس حریت پسند ملت کا بچہ بچہ خالی ہاتھ میں وطن کی آزادی کی خاطر جدید ترین آتشین اسلحہ کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ چنانچہ ۱۳۵۸ کے حوت کی ۲۰ تاریخ جمعہ کے دن پہلی مرتبہ کابل شہر میں رات کی تاریکی میں اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے۔ جن سے دشمن کے دل دہل گئے۔ ہر گھر، ہر گلی، ہر محلے اور ہر بازار میں اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے ان کی وجہ سے لوگوں کا جذبہ ایمان بیدار ہوا اور لوگوں کے دلوں میں قربانی کا جذبہ عود کر آیا۔ اگرچہ کابل شہر کے گلی کوچوں میں ہر سو سفید برف پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اور موسم نہایت ٹھنڈا تھا لیکن دین کی محبت نے لوگوں کے دلوں میں اتنی گرمی بخش دی تھی کہ کابل شہر کے تمام مکینوں نے رات چھتوں یا بازاروں میں جاگ کر گذاری اور پو پھٹنے تک اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند ہوتے رہے۔

جب روسی اور ان کے پرچمی اور خلقی ایجنٹ ریڈیو اور لاؤڈ سپیکروں پر بار بار اپیلوں کے باوجود شہر کے باسیوں کو خاموش نہ کر سکے تو کابل شہر پر رات بھر بھاری اور ہلکے ہتھیاروں سے آگ برساتے رہے۔ ایک طرف حق وصداقت کے علمبردار لیکن نہتی وتنہا مسلمان تھے اور دوسری جانب باطل کے پیروکار تھے۔ جن کے گولیوں کی آوازوں سے کابل کی فضا لرز رہی تھی اور حق وباطل کے درمیان یہ معرکہ صبح تک جاری رہا۔ نماز فجر کے بعد کابل شہر کے لوگ ڈنڈے ہاتھوں میں لئے بازاروں میں نکل آئے اور ایک عظیم عوامی تحریک کا آغاز ہو۔ شہر میں مسلمانوں کا ہجوم آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا اور کابل کے مضافات کے لوگ بھی اسلامی پرچم اور بینر اٹھائے ہوئے جوق در جوق شہر پہنچ رہے تھے جس کی وجہ سے کابل کے لوگوں کی قوت میں اضافہ ہوگیا۔ کابل شہر کا چپہ چپہ دین حق کے پرستاروں کے ایمان پرور نعروں سے گونج رہا تھا اور دین حق کے یہ پرستار کمیونسٹوں کے ٹھکانوں پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے تھے روسی ٹینک بکتر بند گاڑیاں اور توپ ادھر ادھر بھگائے جارہے

تھے۔ مشین گنوں اور بندوق آگ برساتے برساتے تھک گئے۔ بے سروسامان افغانوں کا خون بہادیا گیا۔ لیکن اس قیامت صغریٰ کے باوجود غیور افغانوں کے حوصلے پست نہیں ہوئے اور دوپہر تک یہ مظاہرہ اور تحریک اپنی اوج کو پہنچ گئی۔ اور بے ایمان روسیوں اور ان بے غیرت ایجنٹوں کے اوسان خطا ہوگئے۔ روسیوں کی پریشان حالی کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ برزنیف نے روسی کابینہ کا اجلاس بلایا اور اسی اجلاس میں کابل حکومت پر فی الفور بمباری کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ٹینک اور توپیں خالی ہاتھ افغانوں کے حملوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی اور روسیوں اور ان کے ایجنٹوں کو اپنا عبرت ناک حشر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ چنانچہ کابل شہر کے اوپر جٹ طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کے غول کے غول منڈلانے لگے اور کابل شہر پر فضائی اور زمینی بمباری اور گولہ باری شروع کردی گئی۔ لیکن وہ ایمان اور عقیدے کے جذبے کو سرد نہ کرسکے اور کابل شہر کے گلی کوچوں میں بدستور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند ہوتے رہے۔ سفید برف کابل شہر کے مکینوں کے خون سے سرخ ہوگئی۔ کابل شہر کی نالوں میں سفید ریش بوڑھوں خوردسال بچوں اور جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا خون بہہ رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود توحید کے پروانوں کے شوق شہادت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ شہر پر آتشیں گولیوں کی آگ برسائی جارہی تھی۔ لیکن آتش و آہن کے یہ بارش مسلمان ملت کے حوصلوں کو پست نہ کرسکی۔

جمعہ کا مبارک دن مساجد میں مجاہدین کے لئے دعاؤں اور شہر کی گلی کوچوں میں مجاہد قوتوں کے مظاہروں میں گذر گیا۔

اگرچہ ان زبردست مظاہروں کے نتیجے میں دشمن کے کئی ایک ٹینک، توپیں اور فوجی گاڑیاں تباہ ہوگئیں اور کئی روسی اور ان کے ایجنٹ بھی کیفر کردار کو پہنچ گئے۔ لیکن اسلحہ کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ دشمن کے اہم تنصیبات کو تباہ نہ کرسکے لیکن ان سے یہ ضرور ہوا کہ سرخ سامراج کا ایوان لرزہ براندام ہوا اور ان پر یہ بات واضح ہوگئی کہ افغان کسی قسم کی طاغوتی طاقت کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرسکتے۔

۳ر حوت کو کابل شہر کے بہت سے مکین اپنے خون میں نہلا دیئے گئے۔ اس دن شہید ہونے والے افراد کے متعلق مختلف اندازے لگائے جاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس دن کم از کم ۴۶۰۷ر افراد نے جام شہادت نوش کی تھی۔ اس کے علاوہ ان گنت افراد زخمی ہوگئے تھے۔ ایک دوسرے اندازے کے مطابق اس تاریخی دن کو ۵۲۰ر افراد شہید ہوگئے تھے۔ ایک اور اندازے کے مطابق ۱۱۰۰ر افراد شہید اور بہت سے زخمی ہوگئے تھے۔ لیکن مجاہدین کے اسلامی اتحاد کے اعداد وشمار کے مطابق اس دن ۵۰۰۰ر افراد شہید ہوئے تھے۔

واقعات جو بھی ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دن افغانستان کی معاصر تاریخ میں آئندہ نسلوں کے لئے ایک قابل فخر دن ہے۔ حوت کی ۲۴ر اور ۳ر تاریخ کو ہمارے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ اور افغانستان کی تاریخ ایک منفرد باب کی حیثیت یہ ایام ہمیشہ کے لئے موجود رہیں گے۔ ہمارا یقین ہے کہ حوت کے مسلح مظاہروں اور ملک کے دوسرے حصوں کے مسلح مظاہروں میں شہید ہونے والے شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائیگا۔ اور اس مقدس خون کی برکت سے عنقریب افغانستان کے کوہ وصحرا پر اسلامی انقلاب کا پرچم لہرادیا جائیگا۔ اور ہمارے دین اور وطن کے دشمن شرمندہ وشرمسار ہوکر ہمارے اس اسلامی اور تاریخی مملکت سے نکل جائے گا۔ اور افغان اپنے وطن میں عزت ووقار کے ساتھ پرامن زندگی گذارنا شروع کردیں گے۔

انشاءاللہ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

ڈیالکٹیک

عبداللہ گل ریان

حواس کے فوری ردّ عمل کو حساسیت کہا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ایک دوائی کے استعمال سے فوری طور پر انسانی جسم پر خراب اثرات نمودار ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی سورج کی کرنوں کی وجہ سے انسان کو بخار لاحق ہوجاتا ہے اور اس کے جسم پر پھوڑے پھنسی نمودار ہو جاتے ہیں۔ طب کی دنیا میں اس کو حساسیت کہتے ہیں۔ کبھی کبھار کوئی واقعہ، کوئی بات، یا کوئی جگہ انسان کو ایسا بری طرح متاثر کرتا ہے کہ وہ جب بھی اُس واقعہ کو یاد کرتا ہے یا وہ بات اور جگہ اسے یاد ہوتی ہے تو اس کے طبیعت میں ارتعاش پیدا ہو۔ اور پھر یہ یادیں نفرت میں تبدیل ہوجاتی ہیں جن کے بھلانے کے لئے ایک عمر درکار ہوتی ہے۔ ہمارے پیارے وطن میں جب خلقیوں اور پرچمیوں نے ۱۳۵۷ کے ثور کے مہینے میں کمیونسٹ انقلاب برپا کیا تو انہوں نے افغان عوام پر ظلم وستم کے ایسے پہاڑ توڑے جن کی مثال تاریخ انسانی میں ملنا محال ہے۔ اس سلسلے میں لوگوں کو نہایت بیدردی سے قتل کردیا جاتا تھا۔ اُن کو جیلوں میں نہایت کسمپرسی کے عالم میں بند کردیا جاتا تھا۔ اوران کو بے آبرو کیا جاتا تھا۔ ان مظالم سے ملک کا کوئی شہری بھی محفوظ نہیں تھا۔ اس سلسلے میں خلق اور رفیق اوران جیسے اور الفاظ استعمال کئے جاتے تھے۔ اگرچہ ان الفاظ میں بظاہر کوئی برائی نہیں ہے لیکن ہمارے ملک کے مکینوں کے لئے یہ الفاظ کفر اور ظلم کے ہم معنیٰ الفاظ بن گئے ہیں

کمیونسٹوں کے مظالم کے ساتھ ساتھ ڈیالکٹیک بھی ایک ایسی اصطلاح بن گئی ہے جس کے سننے کے ساتھ ہی انسان کے ذہن میں میٹریلزم، کمیونزم قتل اور غارت اور کمیونسٹوں کے مکروہ چہرے گھومنے لگتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میٹریلیسٹ ڈیالکٹک کے اصولوں کی روشنی میں قتل وغارت کی توجیہات پیش کرتے رہتے ہیں۔ وہ ڈیالکٹیکل تضاد کو معاشرے میں مؤثر سمجھتے ہیں اور ظلم وستم کو انقلاب کا پیش خیمہ خیال کرتے ہیں۔

ڈیالکٹیک کا دوسرا اصول تحوّل اور تکامل ہے۔ لیکن اس اصول میں بھی کمیونسٹوں نے بہت تحریف کی ہے اور اسے خداوند تعالےٰ کی ذات سے انکار کے مرحلے تک پہنچایا ہے یہی وجہ ہے کہ ڈیالکٹیک جو کچھ بھی ہو لیکن ہمارے نزدیک یہ کفر اور میٹریلزم کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ڈیالکٹک سے میری نفرت اس وقت پیدا ہوگئی جب میں نے زندان میں مارکسسٹوں کے مظالم دیکھے جب مجھے جیل سے رہائی ملی تو میں نے "مارکسسٹ کیا کرتے ہیں؟" کے زیر عنوان ایک کتابچہ تحریر کیا۔ میں نے اس کتابچے کے دیباچے میں یہ بتایا کہ افغانستان میں ڈیالکٹک روبہ زوال ہے اور میں نے اس میں یہ اسلوب اپنایا جیسا کہ سب قارئین کو ڈیالکٹیک سے آگاہی حاصل ہو اور انہوں نے فکری لحاظ سے معاشرے میں اس اصول کی کارفرمائی کو

روکیا ہے۔ چنانچہ میں نے اس اصول کو افغانستان میں تاریخی لحاظ سے روبہ زوال بتایا کتابچہ کی اشاعت کے بعد مجھے بعض دوستوں نے کہا کہ اچھا ہوتا اگر آپ ابتداء میں ڈیالکٹیک کی تعریف اور تشریح بھی کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے قومی زبانوں میں اس موضوع پر کوئی تحریر موجود نہیں ہے۔ میری بھی یہ کوشش تھی کہ لوگوں کی خواہش پوری کریں لیکن چونکہ حالات سازگار نہیں تھے اس لئے میں اُس وقت یہ کام نہ کرسکا۔ لیکن خداوند تعالےٰ کی فضل وکرم سے ڈیالکٹیک کے تعارف کے ساتھ ساتھ اس کے تاریخی پہلو پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کررہا ہوں جس سے یہ بات ثبوت کو پہنچ جائے گی کہ ڈیالکٹیک مارکس کی اختراع کردہ اصلاح نہیں بلکہ اس کی تاریخ بہت پرانی ہے جسے پہلی مرتبہ جرمن فلسفی ہیگل نے مرتب شکل میں پیش کیا۔ لیکن اس نے اس اصول کو نہ صرف فکری مسائل تک محدود رکھا۔ مادہ۔ طبیعات، تاریخ اور اقتصادی شعبے اس اصول کے کارفرمائی سے باہر تھے۔ مارکس نے ڈیالکٹیک میں تحریف کی اور مٹریلزم کو ڈیالکٹیک کے اصول پر استوار بتایا اور ڈیالکٹیک کو بھی مادی شکل دی۔ مارکسی نظام کے بنیادی ستون مٹریلزم اور ڈیالکٹیک ہیں۔ اس کے مطابق ہر مادی چیز اور مادہ ڈیالکٹیکی حرکت رکھتی ہے یعنی وہ متحولہ اور متکاملہ ہیں۔ جن کا تحول اور تکامل اضداد کی موجودگی میں پیش رفت کرتی ہے۔

مارکسزم کو انگلز نے تاریخی ڈیالکٹیکل میٹریلزم کے نام سے یاد کیا ہے جس کا مطلب مادے کی تاریخی تفسیر اور تاریخ کی مادی تفسیر ہے لیکن دونوں کا اصل محور ڈیالکٹیک ہے چونکہ ڈیالکٹک ایک فلسفانہ بحث ہے۔ لیکن اس کا تجزیہ کرنا کوئی آسان بات نہیں اس کے لئے سازگار حالات اور مکمل ماخذ درکار ہیں۔ لیکن میں نے اس عنوان کا انتخاب اس لئے کیا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرسکیں اور اس سلسلے میں مجھے بھی اپنی کم مائیگی اور کم علمی کا احساس ہوجائے گا۔

تعارف

میرا خیال ہے کہ روسی اس سال افغانستان سے نکل جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خود یہ اعلان کیا ہے لیکن جن لوگوں نے اس اعلان کا تجزیہ کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ روسیوں کا افغانستان سے نکلنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ بلکہ انہوں نے یہ اعلان اس لئے کیا ہے کہ دنیا کی توجہ اصل صورت حال سے ہٹائی جاسکے اور مجاہدین کو معتوب کیا جاسکے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ چونکہ افغانستان میں روس کو بے پناہ مادی اور سیاسی نقصان پہنچا ہے اور وہ عالمی برادری میں بہت ذلیل ورسوا ہوچکا ہے۔ اس لئے وہ اس صورت حال کو مسلسل برداشت نہیں کرسکیں گے اور افغانستان سے نکل جائیں گے وہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے۔

روسیوں کے نکلنے کے بارے میں متذکرہ باتیں بحث کی نوعیت رکھتی ہیں۔ اس قسم کا محاورہ ہمارے درسی کتب میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ مثلاً کبھی ایک مسئلے کو تحریر کرنے کے دوران لکھنے والے کے ذہن میں کوئی شک پیدا ہوجاتا ہے وہ خود ہی اس شک کو دفع کرنے کے لئے توضیح پیش کرتا ہے عام طور پر یہ امکانی اشتباہ ان قیل (اگر کہا جائے) جیسے الفاظ سے شروع کیا جاتا ہے اور اس کا جواب یا نفی یقال (کہا جاتا ہے) یا قلت (میں کہتا ہوں) کے الفاظ سے شروع کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں دلائل دیئے جاتے ہیں چنانچہ اس خیالی اور فکری مباحثے کی مدد سے انسان مطلوبہ نتیجہ حاصل کرلیتا ہے۔

مباحثہ کا ماخذ بحث ہے۔ بحث کھودنے کو کہا جاتا ہے اور یہ پوشیدہ اشیاء کو تلاش کرنے کی معنی رکھتا ہے

مکالمے میں بھی مجہولات کے کشف کے لئے بحث کی جاتی ہے۔ بحث میں دو افراد کی شمولیت کو مباحثہ کہا جاتا ہے۔

حقائق کو طشت از بام کرنے کے لئے مباحثہ کیا جاتا ہے لیکن بعض اوقات مباحثہ میں حقائق کو تلاش کرنے کی بجائے طرفین اپنے آپ کو مبنی بر حقیقت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح مباحثہ مجادلہ میں تبدیل ہو جاتا ہے جس کا اصل جدل ہے۔

مباحثہ کی مثال یوں ہے کہ جب دو افراد سے کوئی چیز گم ہو گئی ہو اور وہ دونوں اس کو مشترکہ طور پر تلاش کر رہے ہوں۔ لیکن مجادلہ کی وضاحت کشتی سے کی جا سکتی ہے جس میں ہر دو افراد ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔

مباحثہ میں ایک آدمی اپنی معلومات دوسرے کو منتقل کر دیتا ہے اور دوسرے سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ اگر اس نے کچھ سیکھا ہو تو وہ ان معلومات کو پہلے شخص کے علم میں لے آئے گا۔ چنانچہ پہلا شخص اپنی بات کہنے کے ساتھ دوسرے شخص کی بات کو بھی غور سے سنتا ہے اور اسی طرح دونوں کی بات چیت سے ایک نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔

مباحثے کی اصل صورت یہ ہے:۔

اول : اثبات۔ یعنی میرا ایک خیال ہے میں اسے درست اور صحیح سمجھتا ہوں۔ میں اس خیال کو آپ کے سامنے ایک مثبت حقیقت کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔ اب اگر آپ نے یہ بات مان لی اور اس کے برعکس اپنے خیالات کا اظہار نہ کیا تو کسی قسم کے مباحثے کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن اگر آپ نے بھی اس موقعہ پر اظہار خیال شروع کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ میرے مکمل خیال یا اس کے کسی حصّے سے متفق نہیں ہیں اور اس طرح میرے خیال کی نفی کرتے ہیں اگر ہم دونوں کی باتیں مجادلے کی بجائے مباحثے کی نوعیت کی ہوں، تو میرے اثبات اور آپ کی نفی سے ایک تیسرا نتیجہ برآمد ہوگا۔ اور اس نتیجے میں ہم دونوں کے خیالات شامل ہوں گے اور اس میں نفی و اثبات دونوں پہلو نمایاں ہوں گے۔ اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک مسئلے کے متعلق میرا اپنا خیال ہے اور آپ کا اپنا۔ ہم اپنے اپنے خیالات کو زیر بحث لا کر ایک مشترکہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور یہ نتیجہ ہم دونوں کے مشترکہ سوچ کا حاصل ہوتا ہے جس میں آپ کی رائے بھی شامل ہوتی ہے اور میری رائے بھی۔ یہ ہے مباحثہ لیکن کبھی کبھار یہ مباحثہ دو مرحلوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور پہلے دو خیالات ایک تیسرے خیال کے پیدا ہونے کا پیش خیمہ ثابت ہو جاتے ہیں۔ اور مقابل فرد کے نئے خیال پیش کرنے کی وجہ سے ایک اور دوسرا نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ مباحثے کے اس سلسلے کو ڈیالکٹیک کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں مباحثے کے اس سلسلے کے لئے تین اصطلاحات تھیسز، انٹی تھیسز اور سائن تھیسز، اس کے مطابق پہلا خیال تھیسز، اس کے مقابل کا خیال انٹی تھیسز اور حاصل بحث سائن تھیسز کہا جاتا ہے، لیکن مباحثہ اور ڈیالکٹیکل منطق میں سائن تھیسز ایک نئی بحث کے لئے پھر بھی تھیسز ہوتا ہے۔ فارسی میں ان تین اصلاحات کے لئے نہاد، برابر نہاد، اور ہم نہاد کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ ارسطو کے صوری منطق میں سارے مباحثہ کی بجائے صرف مجادلہ کے پہلو کو ڈیالکٹیک کہا گیا ہے وہ صرف ایک فکری قانون تھا

ہیگل فلسفہ میں تنویت کا قائل نہیں تھا بلکہ وہ ذہن اور عین کو ایک ہی چیز سمجھتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ مادہ اور عقیدہ ایک سکے کے دو رُخ ہیں چنانچہ وہ ڈیالکٹیکل منطق کو ذہن اور اس سے ماورا حقائق کے لئے استعمال کرتا تھا۔

(جاری ہے)

حصّہ دوم اور سوم

افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جابر

تحریر: الحاج قاضی میرزا خان دلیلی

اس مضمون کے پہلے حصے میں امام حسینؓ، اعمشؒ، ابو حازم اور سعید ابن جبیرؒ کے پسندیدہ جہاد کے متعلق خیالات کا اظہار کیا گیا تھا۔ اب چاہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہؒ اور باقی علماء کرام کے جہاد کے متعلق کچھ عرض کروں۔

امام ابو حنیفہؒ

خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ دوسرے علماء کے ہمراہ امام ابو حنیفہ کو بھی بلایا اور کہا، اللہ تعالےٰ نے مجھے اس امت پر حکومت کرنے کا جو اختیار دیا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا میں اس کا اہل ہوں؟

امام ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ اُن لوگوں کو اس امت پر حکومت کرنے کا اختیار حاصل ہے جو دین کی خاطر صراط مستقیم کے متلاشی ہوں اور اپنے آپ کو قہر سے دور رکھتے ہیں۔ اگر آپ اپنے گریبان میں جھانکیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا، کہ آپ نے ہمیں خدا کی رضا کی خاطر نہیں بلایا ہے بلکہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے خوف کی وجہ سے آپ کی خواہش کے مطابق اپنا نکتۂ نظر بیان کریں تاکہ وہ عوام کو متاثر کر سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ایسے حالات میں خلیفہ بنے ہیں کہ اہل فتاویٰ میں سے دو افراد اس پر متفق نہیں ہیں۔

جب ابو حنیفہ گھر چلے گئے تو منصور نے اپنے وزیر ربیع کے ہاتھوں ابو حنیفہ کے پاس اشرفیوں کا ایک بھرا ہوا تھیلا بھیجا اور کہا کہ اگر ابو حنیفہ نے یہ اشرفیاں قبول کیں تو اس کا سر تن سے جدا کر دو اور اگر اس نے لینے سے انکار کر دیا تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ جب ربیع اشرفیوں کا یہ تھیلا امام صاحب کے پاس لے گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر میرا سر بھی قلم کر دیا جائے تو بھی یہ اشرفیاں نہیں لوں گا۔

اسی طرح ربیع ایک دوسرے عالم ابن ابی زئب کے پاس اشرفیوں کا تھیلا لے گیا۔ انہوں نے بھی یہ کہہ کر تھیلا لینے سے انکار کیا کہ میں یہ اشرفیاں منصور کے لئے حلال نہیں سمجھتا تو اپنے لئے کیسے جائز سمجھوں۔

ایک دفعہ منصور نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا۔ آپ میرے ہدیوں کو قبول کیوں نہیں کرتے؟

امام ابو حنیفہ نے جواب دیا، امیر المومنین! آپ نے مجھے اپنے مال سے کیا چیز دی ہے۔ جو میں نے قبول نہ کی ہو۔ اگر آپ نے مجھے اس مال سے کچھ دیا تو ضرور قبول کروں گا۔ آپ تو مجھے مسلمانوں کے بیت المال سے دیتے ہیں۔ جس پر میرا کوئی حق نہیں۔ میں نہ تو مسلمانوں کے دفاع کے لئے لڑتا ہوں کہ سپاہی کا حصّہ لوں اور نہ ہی فقیر ہوں کہ اُن کا حصّہ لوں۔

ابو حنیفہؒ اور کوفے کا گورنر:

ایک دفعہ کوفہ کے گورنر نے نہایت متودبانہ انداز سے کہا "آپ کبھی بھی ہمارے گھر تشریف نہیں لائے" آپ نے

جواب دیا" آپ کے ساتھ ملاقات میں کیا فائدہ ہے۔ آپ کے پاس جو مال و دولت ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور میرے پاس جو دولت ہے کوئی اور اس کا مالک ہو نہیں سکتا

امام ابوحنیفہ اور قاضی القضاۃ کا عہدہ

منصور کے دور حکومت میں امام صاحب کو قاضی اور عباسی سلطنت کے قاضی القضاۃ کا عہدہ کئی بار پیش کیا گیا لیکن انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا

مجاہدین کامیاب کارروائی کے بعد خوشی سے فائرنگ کر رہے ہیں

"قاضی کے منصب کے لئے ایسا آدمی موزوں ہے جس کے پاس اتنے اختیارات ہوں کہ وہ آپ پر آپ کے شہزادوں اور جنرلوں پر حکم چلا سکے۔ مجھے تو اپنے آپ میں اتنی قوت نظر نہیں آتی۔

دوسری مرتبہ انہوں نے نہایت درشت لہجے میں خلیفہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ خدا کی قسم اگر کبھی میرا فیصلہ آپ کے خلاف ہوا اور آپ مجھے کہیں کہ یا تو دریائے فرات میں ڈوب جانے کے لئے تیار ہو جاؤ یا اپنا فیصلہ تبدیل کر دیں۔ لیکن میں دریائے فرات میں غرق ہونا گوارہ کروں گا۔ لیکن اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کروں گا۔ آپ کے اکثر و بیشتر درباری یہی چاہتے ہیں کہ ایسا قاضی ہو جو آپ کی خاطر ان کا بھی لحاظ رکھے۔

ایک دفعہ امام صاحب کو انکار کرنے کی پاداش میں ۳۰ دُرّے لگائے گئے ان کا سارا بدن لہولہان ہو گیا منصور کے چچا عبدالصمد بن علی نے اس پر منصور کو بہت برا بھلا کہا اور کہا کہ تم نے یہ کیا کیا تم نے اپنے اس غلط روش کی وجہ سے اپنے خلاف ایک لاکھ تلوار بے نیام کرائے۔ یہ تو عراق اور اہل مشرق کا فقیہہ ہے چنانچہ منصور پشیمان ہوا اور اس نے ہر دُرّے کے عوض ایک ہزار درہم یعنی مجموعی طور پر تیس ہزار درہم امام صاحب کی خدمت میں بھجوائے لیکن امام صاحب نے اس رقم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ منصور کو

یقین ہوا کہ وہ اس مرد خود آگاہ کو اپنے جال میں نہیں پھانس سکتا۔ اس نے امام صاحب کو قید میں ڈال دیا اور انہیں اتنی اذیتیں پہنچائیں کہ شہید ہوگئے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اُن کو زہر دے کر شہید کیا گیا۔

۶۔ **خالدؒ**:۔ ایک دفعہ حضرت خالدؒ بن عبداللہ رحمٰن بغدادؒ تشریف لے آئے۔ ابوجعفر منصور عباسی نے اسے اپنے دربار میں بُلایا ان سے استفسار کیا: آپ اموی خلفاء کے دربار کو جایا کرتے تھے ہماری اور ان کی حکومت میں آپ کو کیا تفاوت نظر آتا ہے اس کے علاوہ دوران سفر راستے میں واقع صوبوں کی صورتحال کیسی تھی۔

حضرت خالدؒ نے نہایت جرأت سے جواب دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے عمال اور حکومتی منصبداروں نے ظلم و ستم کی انتہا کردی ہے۔ اموی دور میں کوئی ایسا ظلم نہیں تھا جو آپ کے دور میں لوگوں پر روا نہ رکھا گیا ہو۔

یہ سن کر منصور کا سر ندامت سے جھک گیا اور کہا کہ ہمیں اچھے عمال اور منصبدار مہیّا نہیں ہوئے تو ہم کیا کریں حضرت خالدؒ نے جواب دیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا ہے کہ حاکم کی حیثیت بازار کی سی ہے۔ وہاں وہ مال آتا ہے جس کی طلب ہو۔ اگر وہ نیک ہے تو اس کے ساتھی اس کے لئے نیک لوگوں کو بلاتے ہیں اور اگر بدکردار ہو تو بدکردار لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔

۷۔ **امام مالکؒ**:۔ ایک دفعہ عباسی خلیفہ منصور مدینہ منوّرہ آیا اور مسجد نبویؐ میں مناظرہ شروع کیا جس سے لوگوں میں بہت بے چینی پیدا ہوگئی۔ امام مالکؒ نے یہ حالت دیکھی تو اس نے خلیفہ سے کہا۔

خبردار! مؤدب بن کر رہو۔ یہاں اونچی آواز سے باتیں کرنا مناسب نہیں۔ اور یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔ لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیؐ اپنی آواز کو نبیؐ کی آواز سے بلند نہ رکھو۔

اسی طرح ایک دفعہ خلیفہ منصور سے کسی نے کہا کہ آپ کے ملک کے علماء آپ سے خوش نہیں ہیں۔ منصور نے تمام علماء کو دربار میں طلب کیا۔ امام مالک نے غسل کیا کفن اوڑھ لی اور دربار چلے آئے۔ کافی گفتگو کے بعد دوسرے علماء چلے گئے۔ منصور نے امام مالک سے پوچھا۔ آپ کے کپڑوں سے

امام مالک نے جواب دیا کہ جب میں یہاں آرہا تھا تو میں زندگی سے بہت مایوس ہوا اس لئے کہ آپ کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق کی سزا موت ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ علماء ربانی خداوند تعالےٰ کی خوشنودی کی خاطر سچ بولتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ وہ کسی کی خوشامد نہیں کرتے وہ دونوں پیسوں کے پیچھے بھی نہیں بھاگتے بلکہ انسانیت کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ وہ قناعت کے خوگر ہوتے ہیں اسی طرح نیک حاکم بھی تنقید سے نہیں گھبراتے بلکہ وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور لوگوں سے اپنی حکومت کے متعلق پوچھتے رہتے ہیں اور اس کے نتیجے میں کاروبار حکومت کی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔

ثفیان ثوریؒ: جب عباسی خلیفہ المہدی حج کو چلا گیا تو اس نے حکم دیا کہ سفیان ثوریؒ کو حاضر کیا جائے۔ مہدی کی فوجوں نے راتوں رات سفیان ثوری کے گھر کا محاصرہ کیا اور اسے مہدی کے سامنے حاضر کیا گیا۔ مہدی نے انہیں کہا۔ آپ ہمارے قریب کیوں نہیں آتے۔ تاکہ ہم آپ کے ساتھ مختلف مسئلوں سے متعلق مشورہ کر سکیں۔ آپ جس چیز کا حکم دیں گے میں اسی کو پسند کروں گا اور جس چیز سے آپ مجھے منع فرمائیں گے وہ نہیں کروں گا۔ ثفیان ثوری نے جواب دیا کہ اس سفر خرچ پر کتنے مصارف ہوئے ہیں۔ مہدی نے جواب دیا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میرا منشی اور خزانہ افسر آپ کو تفصیلات بتادے گا۔

ثفیان ثوری نے کہا کہ جب قیامت کے دن جب

تم خداوند تعالےٰ کے حضور پیش ہوں گے اور وہ تم سے ان مصارف کے متعلق پوچھے گا تو تم کیا عذر پیش کروگے عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ جو کوئی خداوند تعالےٰ اور رسولؐ کے مال کو خواہشات نفس کے لئے مصرف میں لائے گا۔ اُسے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ ان باتوں کے سننے پر مہدی کے ایک منشی نے ثفیان ثوری نے جواب دیا کہ چپ ہو جاؤ۔ فرعون اور ہامان نے اسی طرح ایک دوسرے کو تباہ کیا تھا۔ اسی طرح ایک دن ثفیان ثوریؒ مہدی کے دربار میں تشریف لے آئے۔ مہدی نے خندہ پیشانی سے اُسے دیکھا اور کہا" اے ثفیان آپ لوگ ہمارے ڈر کی وجہ سے ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم آپ لوگوں کے ساتھ برا سلوک کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ ابھی تو آپ مکمل طور پر میرے قابو میں ہیں۔ اگر میں چاہوں تو آپ کو ذلیل کرنے کا حکم دے سکتا ہوں۔ ثفیان نے جواب دیا کہ اگر آپ نے میرے ساتھ ایسا سلوک کرے گا۔ تو خالق لایزال آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کر دے گا۔ اس پر مہدی کا وزیر ربیع غضبناک ہوا اور کہا" امیرالمؤمنین یہ جاہل شخص آپ کے سامنے ایسی گستاخی کی جسارت کر رہا ہے۔ اجازت دیجئے کہ اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے"

مہدی نے اُسے کہا کہ تم بڑے بدبخت ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص کن صفات کا حامل ہے اگر اس کو قتل کر دیا گیا تو علم تباہ ہو جائے گا۔ میں ان کو اس حق گوئی کی وجہ سے کرنے کا قاضی مقرر کرتا ہوں یہ ایسا قاضی ہوگا۔ جس کے فیصلے پر کوئی شخص اثر انداز نہیں ہو سکے گا اُس نے قاضی مقرر ہونے کا فرمان ثفیان ثوری کے حوالے کیا۔ انہوں نے یہ فرمان دجلہ کے کنارے پھینک دیا اور خود روپوش ہوگیا اور ۱۶۱ھ میں وفات پا گیا۔

۹۔ صالح بن بشیر: خلیفہ مہدی نے صالح بن بشیر سے کہا کہ حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمادیجئے۔ صالح نے کہا کہ بدبخت ہے وہ شخص جو زندگی نفسانی خواہشات کے تابع ہو کر گذارے اور عقل کو برے اعمال کے لئے مصرف میں لائے۔ مہدی نے کہا کہ دوسرے علماء تو اس قسم کی باتیں نہیں کرتے۔ صالح نے جواب دیا کہ دنیا میں ایسا علماء کی کوئی کمی نہیں جو امراء کے ناجائز و ناروا کاموں کو جائز اور روا ثابت کرنے کے لئے تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔ آپ کو بھی ایسے لوگ معلوم ہوں گے لیکن آپ کو یہ بات رکھنی چاہیئے کہ کسی کے کہنے سے حق باطل اور باطل حق نہیں ہو سکتا۔ انسان کو اس بات کا جائزہ لینا چاہتے کہ اپنے نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر کسی کے ہاں میں ہاں ملانے کی وجہ سے حقائق تبدیل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ اپنے آپ کو بلند تر سمجھنا زہر ہے اپنے عقل کو کامل سمجھنا حماقت ہے اپنے منہ میاں مٹھو بنانا بڑی جہالت ہے اپنے منصب سے ناجائز فائدے اٹھانا آزادی کی حریت اور روح اسلام کے خلاف کام ہے بات سنو اور اس پر غور کرو۔ خفگی کا اظہار کرنا ناسمجھی ہے۔ خود غرضی اور غصہ انسانی دل کو تباہ کر دیتا ہے

۱۰۔ قاضی ابو یوسفؒ اور ہارون الرشید: ایک دفعہ قاضی ابو یوسف ہارون الرشید کے پاس گئے اور کہا آپ کو امت کے معاملات سونپے گئے ہیں۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ مخلوق کے حقوق پامال نہ ہوں جس محل کی بنیاد خداوند تعالےٰ سے خوف پر استوار نہ ہو وہ ایک نہ ایک ضرور زمین بوس ہوگا۔

۱۱۔ فضیلؒ: ہارون الرشید سے فضیلؒ نے کہا کہ آپ اپنے نفس پر اعتماد کر رہے ہیں اور آپ کے ساتھی آپ پر اعتماد کر رہے ہیں۔ آج وہ جتنا آپ کے ساتھ محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اتنا ہی دور وہ کل آپ سے بھاگیں گے امیرالمؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلافت کو آزمائش سمجھ رہے تھے لیکن آپ اور آپ کے ساتھی اس کو ایک نعمت سمجھ رہے ہیں اور اس

پر قبضہ کر رکھا ہے۔ میں آپ کو اس دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جس میں بڑے بڑے طاقتور لوگ کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہوں گے یہ سنتے ہی ہارون الرشید اوندھے منہ گر پڑا اور روتے روتے بے ہوش ہوگیا۔ ہارون الرشید کے وزیر فضل بن ربیع نے فضیلؒ سے کہا کہ امیرالمومنین کے ساتھ نرمی بھرتو۔ اس پر فضیلؒ نے جواب دیا کہ تم اور تیرے ساتھی ان کو قتل کر رہے ہو اور مجھے نرمی برتنے کی تلقین کر رہے ہو ہارون الرشید نے کہا یہ ایک ہزار روپے لے لو اور اپنے اہل وعیال میں بانٹ لو اور اپنے رب کی عبادت کے سلسلے میں اس سے قوت حاصل کرو۔

فضیلؒ نے فرمایا سبحان اللہ میں نے آپ کو سیدھا راستہ دکھایا اور تم مجھے اس کے بدلے دنیا دے رہے ہو۔ فضیلؒ خاموش ہوگیا اور ہارون الرشید اور اس کا وزیر چپکے سے باہر نکل گئے

آج افغانستان کا اسلامی جہاد ایک بڑی عبادت اور امتحان کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو علماء کرام خداوند تعالےٰ کی رضا کی خاطر علم حاصل کرتے ہیں اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں، حق بات کہتے ہیں اور کسی کی خوشامد نہیں کرتے۔ روپے پیسے کی لالچ نہیں کرتے۔ خداوند تعالےٰ ہی سے رزق طلب کرتے ہیں اور ماسوائے اللہ کے نہ تو کسی سے ڈرتے ہیں، وہی کامیاب وکامران ہیں۔ اسی طرح وہ امراء اور کمانڈر اور دوسرے ذمہ دار افراد بھی اللہ تعالےٰ کے ہاں بڑے اجر کے مستحق ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ بیت المال میں خیانت نہیں کرتے، فاسد نالائق خائن اور مشکوک افراد کو ذمہ داریاں سپرد نہیں کرتے اور اہل افراد سے کام لیتے ہیں۔ اقتدار کے طالب نہیں ہوتے بلکہ خداوند تعالےٰ کی رضا ان کا مقصد اولین ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے نام تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔

آج افغانستان کے مسلمان اور مجاہد لوگ صادق اور خائن میں بخوبی تمیز کر سکتے ہیں۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کا سورج جلد طلوع ہونے والا ہے اس نظام میں کمیونسٹوں اور خائنوں کے ساتھ اسلامی شریعت کے مطابق سلوک کیا جائے گا اور ان لوگوں کی عزت وتکریم کی جائے گی جنہوں نے جہاد افغانستان میں نمایاں کردار ادا کیا ہوگا۔ ان کو مختلف قسم کے القاب اور خطابوں سے نوازا جائے گا اور وہ تاریخ میں زندہ جاوید مقام پالیں گے۔

(جاری ہے)

اقوال زرّین

- تین چیزیں یاد رکھو ——— موت • نیکی • نصیحت
- تین چیزوں پر قابو رکھو ——— دل • زبان • غصّہ
- تین چیزوں کی تلاش کرو ——— نماز • جہاد • رزق حلال
- تین چیزوں پر ایمان رکھو ——— خدا • رسول • آخرت
- تین چیزوں کا احترام کرو ——— قانون • استاد • والدین
- تین چیزیں انسان کو تباہ کرتی ہیں ——— حرص • کینہ • غم

افغان مجاہد قوم

اسلامی حکومت کے قیام تک لڑتی رہے گی اور کمیونسٹوں کے ساتھ ہر قسم کی سازباز اور سازش کو خیانت سمجھتی رہیگی

نقیب اللہ

افغان قوم صرف اور صرف اللہ کے توکل پر اُٹھ کھڑی ہوئی ہے اور الحاد اور سوشل امپیریلزم کے مقابلے میں جہاد کر رہی ہے اور یہ قوم اسلامی حکومت کے قیام تک اور خدا کے قانون اور رسول پاکؐ کے مقدس شرعی نفاذ اور عدل و انصاف کے نظام کے قیام تک لڑتی رہے گی اور اس مقدس مقصد کی خاطر وہ ہر قسم کی سختیوں اور تکالیف کو برداشت کرتی رہے گی۔ اور کسی قسم کی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی جیسا کہ ساری دنیا پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ افغانوں نے صرف اللہ تعالےٰ کی مدد سے ہی اور جذبۂ ایمان کے نور سے منوّر ہو کر ہی جہاد کے لئے کمر باندھ رکھی ہے اور دنیا کی ایک بڑی اور مادی طاقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ جن کے لئے یہ لڑ رہے ہیں۔ لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیہ" یعنی کہ اللہ کا کلمہ بلند کیا جائے"

اُن لوگوں کے مقابلے میں یہ کلمۂ حق بلند کیا جائے جو کہ شیطان اور شیطان خواہشات کی تکمیل کے لئے لڑتے ہیں اور فرعون اور نمرود اور ابوجہل کی طرح کفر اور شرک کے راستے پر گامزن ہیں اُن کے سروں کو جھکایا جا سکے۔

افغان مومن اور مجاہد قوم کا یہ عقیدہ ہے کہ جب تک ہم اللہ کے دین کے لئے لڑتے رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ کی مدد اور تعاون ہمارے شامل حال رہے گی

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا بھی یہ وعدہ ہے۔

" ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم"

" یعنی اگر کہیں تم اللہ کے دین کی مدد اور حفاظت کرو تو اللہ تعالےٰ تمہاری مدد اور حفاظت کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔"

اس قادرِ مطلق کی مدد اور تعاون سے کئی دفعہ کمزور اور غیر منظم قوموں کو بھی طاقتور، ظالم اور منظم اقوام کے مقابلے میں کامیابی و کامرانی اور فتح و نصرت سے ہمکنار کیا تھا اور ظالم اور جابر قوتوں کو ہمیشہ، ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیا ہے جیسا کہ اس مفہوم میں اللہ تعالےٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے

"کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ ط واللہ مع الصٰبرین ط"

یعنی کئی بار ایک چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب آچکا ہے۔ اللہ کے ارادے اور تعاون سے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کا دوست ہے۔"

جیسا کہ اللہ کے یہ دوست کئی مرتبہ اسی طرح اللہ کے دشمنوں پر غلبہ پاچکے ہیں۔

روس کے ظالم اور وحشی لشکروں نے کس کس طرح کے حربے نہ تھے جو انہوں نے افغانستان پر

حد درجہ ناروا سلوک کیا۔ دار الحفاظ، مدرسوں اور مساجد کو کھنڈروں میں بدل ڈالا۔ علماء، حافظ قرآن، قاری اور مذہبی شخصیتوں کو یا تو شہید کردیا گیا اور یا انہیں ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اس ظلم و جبر اور تشدّد سے وہ یہی امید رکھتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں افغان مسلمان تنگ آکر کفر اور شرک کو گلے لگا بیٹھیں گے۔ اور غلامی کی زنجیریں اپنے گلے میں ڈال لیں گے اور کمیونزم کے جہنم میں اپنے وجود کو جلا کر کباب کر دیں گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا ارادہ دوسرا

دستہ دستہ فوجی افغان مجاھدین سے مل رہے ھیں

نہیں آزمائے۔

سچ ہے کہ انہوں نے اپنے مزدوروں اور نوجوانوں کے ڈگمگاتے قدموں کو جمانے کی خاطر افغانستان کے مسلمانوں اور مظلوم عوام پر کسی بھی قسم کے مظالم بربریت اور وحشت کے مواقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ انہوں نے میٹریلزم اور ایزم کے بے دین اور بے معنی نظریات کی بنیاد پر چن چن کر مظالم ڈھائے اور افغانستان کے مسلمانوں کے ساتھ

تھا۔ ایسا نہیں تھا جیسا کہ ان ملحدین نے سوچا تھا اللہ تعالےٰ نے اسلام کی راہ میں لڑنے والے سپاہیوں کو ایسا عزم اور بلند حوصلہ بخشا کہ ساری دنیا دنگ رہ گئی۔ اللہ نے ان کو ایسا تعاون اور نصرت بخشا اور دنیا کی اس مادی اور بڑی طاقت کو کچھ اس طرح گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہے کہ اپنی شکست کے نتیجے میں وہ فرار کا راستہ بھی کھو چکے ہیں۔ یہ وہ مادی قوت ہے کہ جس نے اب تک جس ملک میں بھی اپنا پنجہ گاڑا ہے پھر

"کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ ط واللہ مع الصٰبرین ط"

یعنی کئی بار ایک چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب آچکا ہے۔ اللہ کے ارادے اور تعاون سے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کا دوست ہے۔"

جیسا کہ اللہ کے یہ دوست کئی مرتبہ اسی طرح اللہ کے دشمنوں پر غلبہ پا چکے ہیں۔

روس کے ظالم اور وحشی لشکروں نے کس کس طرح کے حربے نہ تھے جو انہوں نے افغانستان پر

حد درجہ ناروا سلوک کیا۔ دار الحفاظ، مدرسوں اور مساجد کو کھنڈروں میں بدل ڈالا۔ علماء، حافظ قرآن، قاری اور مذہبی شخصیتوں کو یا تو شہید کر دیا گیا اور یا انہیں ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اس ظلم و جبر اور تشدد سے وہ یہی امید رکھتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں افغان مسلمان تنگ آکر کفر اور شرک کو گلے لگا بیٹھیں گے۔ اور غلامی کی زنجیریں اپنے گلے میں ڈال لیں گے اور کمیونزم کے جہنم میں اپنے وجود کو جلا کر کباب کر دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ دوسرا

دستہ دستہ فوجی افغان مجاھدین سے مل رھے ھیں

نہیں آزمائے۔

سچ ہے کہ انہوں نے اپنے مزدوروں اور نوکروں کے ڈگمگاتے قدموں کو جمانے کی خاطر افغانستان کے مسلمانوں اور مظلوم عوام پر کبھی بھی قسم کے مظالم بربریت اور وحشت کے مواقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ انہوں نے میٹریلزم اور ایزم کے بے دین اور بے معنی نظریات کی بنیاد پر چن چن کر مظالم ڈھائے اور افغانستان کے مسلمانوں کے ساتھ

تھا۔ ایسا نہیں تھا جیسا کہ ان ملحدین نے سوچا تھا اللہ تعالیٰ نے اسلام کی راہ میں لڑنے والے سپاہیوں کو ایسا عزم اور بلند حوصلہ بخشا کہ ساری دنیا دنگ رہ گئی۔ اللہ نے ان کو ایسا تعاون اور نصرت بخشا اور دنیا کی اس مادی اور بڑی طاقت کو کچھ اس طرح گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہے کہ اپنی شکست کے نتیجے میں وہ فرار کا راستہ بھی کھو چکے ہیں۔ یہ وہ مادی قوت ہے کہ جس نے اب تک جس ملک میں بھی اپنا پنجہ گاڑا ہے پھر

کر کے ان کے راستے کو چھوڑ دیں گے؟

مجاہدین اُن بیواؤں اور یتیموں کو کیا جواب دیں گے؟ جب کہ شوہر اور باپ اسلام کی حاکمیت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر شہید ہو چکے ہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ افغان شریک حکومت میں اپنے دشمنوں کے ساتھ کو قبول کر سکیں اور لاکھوں بیواؤں اور یتیموں کو اپنے شوہروں اور باپوں کے قاتلوں سے رحم، ہمدردی اور اپنے اغراض اور خواہشات کو ان کے سامنے رکھیں۔ کیا ملحدین اسلامی ملت کے غم خوار ہو سکتے ہیں؟ نہیں کبھی نہیں۔

کرنا ہے اور اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ حق و باطل کفر اور اسلام، اندھیرا اور اجالا، سیاہ اور سفید، علم اور جہل اور نورانیت اور ظلمت بیک وقت آپس میں مل جائیں۔ اور یہ صرف ہمارے اسلام کے جہاد کے لئے ایک لگا بندھا اور سوچا سمجھا منصوبہ ہی تو ہے، تمام افغان واضح طور پر اس فریب اور سازش کو مردود گردانتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہیں۔ یہ افغان عوام قادر مطلق کی مدد بخشتے رہیں گے۔ اور آگے بڑھتے رہیں گے۔ اور اس عظیم اور بلند پایہ مقدس مقصد کے حصول کی خاطر تمام مجاہدین

یہ سنگین ہتھیاروں کی گولیاں جو روس افغان مجاہدین کی تباہی کے لئے لایا تھا اب افغان مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔

مختصراً یہ کہ ہر وہ حکومت جس میں کمیونسٹوں کی موجودگی اور ملاوٹ ہو چکی ہو۔ اسلام اور وطن کے ساتھ خیانت ہے اور افغانوں کے تشخص کے ساتھ کھیلنے کی بات ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے کو مسخرا بنانا ہے۔ اس مقصد کی خاطر ساری کوششیں اور بھاگ دوڑ فضول، بے معنی اور بے کار ہے اور یہ روسی استعمار کے ساتھ مستقل طور پر امداد اور تعاون

عملی اتحاد اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

افغانستان
کے تقسیم ہونے کے خطرات

سید حبیب شاہ

جنیوا میں افغانستان کے سلسلے میں معاہدے کے ساتھ ہی عالمی پریس نے افغانستان کے حصّے بخرے ہونے کی خبریں شائع کیں۔ چنانچہ موضوع کے اہمیت کے پیش نظر ہم نے بھی اس کو زیر بحث لانا ضروری سمجھا۔

افغانستان کو تقسیم کرنے کے حق میں دلائل :۔

افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد وہاں جو حکومت بنے گی وہ قدرتی طور پر روس کی کمیونسٹ حکومت کے خلاف ہوگی۔ روس کے فوجی نقطہ نظر کے مطابق روسی حکومت اپنے پڑوس میں کسی قسم کی مخالفت اور حریف پارٹی کی حکومت برداشت نہیں کر سکتی چنانچہ جنوبی سرحدوں پر ایسی حکومت کے قیام کے امکانات کی وجہ سے روس کو خوف لاحق ہے اسے یہ خوف ہے کہ اس حکومت کے قیام کی وجہ سے وسط ایشیا میں روس مخالف سرگرمیاں زور پکڑیں گی۔ چنانچہ استعماری اور سامراجی حکومت چاہتی ہے کہ افغانستان کے مستقبل کی حکومت کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے اپنی سرحدوں سے باہر حد فاصل قائم کریں۔

افغانستان سے روسی فوجوں کے نکلنے کے بعد روس کے لئے دوسرا بڑا اہم مسئلہ خلق اور پرچم پارٹی کے مستقبل کا ہے۔ کیونکہ اگر یہاں بھی چلی کے واقعات دہرائے گئے تو دنیا بھر میں روس کی سیاست روبہ زوال ہو جائے گی اور روس اور کمیونسٹ پارٹی پر سے لوگوں کا اعتماد اُٹھ جائے گا۔ اس وجہ سے روس اپنے آپ کو اس بات کا پابند سمجھتا ہے کہ ہر قیمت پر اپنے ایجنٹوں کو موت کے منہ میں جانے سے روک دیا جائے اور ان کو تحفظ فراہم کیا جائے اس کے ساتھ وہ اپنی حواری پارٹیوں کی مدد سے اپنے سرحدوں کو بھی خطرات سے بچانا چاہتا ہے۔

۳۔ اس علاقے میں افغان کے خطے کو حکمت عملی کے لحاظ سے ایک اہم مقام حاصل ہے۔ روس یہاں سے شاہراہ قراقرم اور چین کی سرحدوں کی نگرانی کرتا ہے۔ چنانچہ وہ نہیں چاہتا کہ حد فاصل کی تشکیل کے وقت ایسے اہم خطّے کو ہاتھ سے جانے دیا جائے۔

۴۔ روسی حکومت کا خیال ہے کہ روسی فوجوں کے نکلتے ہی افغانستان کے اندرونی خلفشار کی وجہ سے مشرقی اور جنوبی حصّے اسلامی تحریک کے قبضے میں چلے جائیں گے۔ چونکہ اسلامی تحریک میں مکمل ہم آہنگی اور اتحاد موجود نہیں ہے اس لئے وہ اس مسئلے پہ انتشار کی شکار ہو جائیں گے۔

اس منصوبے کے پس منظر میں روس دو مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے ایک یہ کہ پارٹیوں کے اندرونی اختلافات ان کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہو جائیں گے۔

دوم یہ کہ ناگفتہ بہ فوجی اور سیاسی صورت حال کی وجہ سے وہاں روس کے لئے مداخلت کی راہ ہموار ہو جائے گی

۵۔ افغانستان میں تیل اور گیس کے ذخائر زیادہ تر شمالی

علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ابھی تک ان علاقوں میں علامی اداروں کے تعاون سے گیس کے کئی ذخائر دریافت کئے گئے ہیں۔ یہاں اندلانہ ایکسپورٹیشن کمپنی نے تلاش کے بعد یہ بات واضح کی تھی کہ افغانستان کے شمالی علاقوں سے ۶۰۰ ملین ٹن تیل نکالا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ۱۹۰۱ء میں ہالینڈ کے ایک سروے ٹیم نے سروے اور تحقیق کے بعد رپورٹ دی کہ افغانستان میں تیل کے اکثر ذخائر شمالی علاقوں میں موجود ہیں چنانچہ ۱۹۶۴ء جرقدق، خاریاب اور جوزجان میں تیل کے بڑے بڑے ذخائر دریافت کئے گئے جن سے ابھی روسی استفادہ کررہے ہیں۔ گیس کے بڑے بڑے ذخائر بھی افغانستان کے شمالی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ علاقہ خشک پھلوں چمڑے اور قالین کے محصولات کا مرکز بھی ہے۔

افغانستان کے شمالی علاقوں کے معاشی وسائل کے ساتھ روس کی دلچسپی سے افغانستان کے تقسیم کے خدشات جنم لیتے ہیں۔

۶۔ روسیوں کا خیال ہے کہ افغانستان کو تقسیم کرنے کی صورت میں چونکہ جنوبی علاقوں میں پشتونوں کے اکثریت واضح ہوجائے گی اور چونکہ یہ پشتون سرحد کے پشتونوں کے ساتھ مشترک قومیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ایک دفعہ پھر پشتونستان کا مسئلہ پیدا ہوجائے گا۔

۷۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان کو تقسیم کرنے کے سلسلے میں خفیہ معاہدوں پر دستخط ہوئے ہیں اور جنیوا مذاکرات بھی افغانستان کے تقسیم کرنے پر منتج ہوں گے۔

۸۔ روسیوں کا خیال ہے کہ جنوبی علاقوں کو خالی کرنے کے نتیجے میں وہاں مجاہدین اور مہاجرین دوبارہ آباد ہوجائیں گے۔ اس وقت شمالی علاقوں میں موجودگی کی وجہ سے روسی اُن کے خلاف بھرپور جنگ لڑسکیں گے۔

۹۔ افغانستان کو تقسیم کرکے روس اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کرنا چاہتا ہے اگر افغانستان سے نکلنے کے نتیجے میں روس اپنے حقیقی مقاصد (گرم پانیوں اور خلیج کے تیل تک پہنچنا) حاصل نہیں کرسکے گا۔ لیکن افغانستان کو تقسیم کرنے کی صورت میں وہ اپنے منزل کی جانب ایک قدم بڑھا سکے گا۔

افغانستان کو تقسیم کرنے کے آثار

۱۔ افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کے اعلان کے ساتھ ہی ایک چالیس رکنی وفد شمالی علاقوں کے حساس حصوں کے سروے کے لئے روانہ کیا گیا تاکہ وہ اس علاقے میں حساس نکتوں کو معلوم کرسکے۔

۲۔ کابل حکومت نے فوری طور پر مزار شریف میں ایک کالج کی تعمیر شروع کی

۳۔ شمالی علاقوں میں نیا صوبہ تشکیل دیا گیا۔

۴۔ وسطِ ایشیا کے جمہوریتوں اور شمال کے نئے صوبے کے درمیان ثقافتی معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔

۵۔ روس کو جو لوگ بھیجے گئے ہیں اُن میں سے اکثریت کا تعلق افغانستان کے شمالی علاقوں سے ہے۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق اس وقت افغانستان کے شمالی علاقوں کے پچاس ہزار بچے روس میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

۷۔ اگر ہم روس کے نقشے پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوجائے گا۔ اس نے اپنی جنوبی سرحدوں کے دروازے کو کھلا چھوڑ دیا ہے۔ جو کہ روس کے توسیع پسندی کا بولتا ثبوت ہے۔

۸۔ افغانستان کے شمالی حصوں میں نئی ہوائی اڈوں، ریلوے سٹیشنوں اور کارخانوں کا قیام۔

۹۔ افغانستان کے شمالی علاقوں کے امور کے انجام دہی کے لئے ایک نئے وزیراعظم کی تقرری۔

امکانات

۱۔ لسانی اور علاقائی تعصبات افغانستان تحریک اسلامی کے پیشرفت کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے ان تعصبات نے افغانستان کو تقسیم کرنے کی راہ ہموار کی ہے۔

۲۔ جنوبی علاقوں میں مجاہدین کے عبوری حکومت کی تشکیل فطری طور پر افغانستان کی تقسیم کی دعوت دیتی ہے۔

۳۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر وسطی ترکستان کے آزادی کا مسئلہ چھیڑ دیا جائے تو روسی حکومت کو خطرے کا احساس ہو جائے گا۔ اور افغانستان کی جنگ ختم ہو جائے گی

۴۔ فوجی حکمت عملی کے لحاظ سے اس اقدام کی خاصی اہمیت ہے۔ افغانستان میں درج بالا خدشات اور خطرات کا نتیجہ ہر کسی کو معلوم ہے اس لئے ہر کوئی دشمن کے فوجی، سیاسی اقتصادی طاقت اور اجتماعی موقف سے باخبر ہے

یہ وہ منصوبہ نہیں ہے جس پر ہر وقت اور ہر جہیں عمل درآمد کیا جاسکتا ہے۔ مخصوص حالات میں نظریات کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مرکزی ترکستان کی آزادی ہی ہمارا بنیادی ہدف ہے لیکن یہ اہداف تطبیقی مراحل رکھتی ہے۔ افغانستان کی آزادی اس مرحلے کا پہلا ہدف اور مرکزی ایشیا کی آزادی دوسرا ہدف ہے اگر ہم حقیقی معنوں میں وسط ایشیا کے محکوم مظلوم مسلمانوں کے متعلق اپنے فرائض ادا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ مستقبل سے متعلق دشمن کے منصوبوں سے ہمیں آگاہی حاصل ہو۔ موجودہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ مناسب وقت پر اس کام کا آغاز کیا جائے تاکہ افغانستان کے جہاد کو افغانستان کی سرحدوں سے باہر شروع کر دیا جائے اور عملی مزاحمت کی راہ ہموار ہو۔

افغانستان کے تقسیم نہ ہونے کے بارے میں دلائل

۱۔ افغانستان کے شمالی علاقوں کو ضم کرنے کی صورت

ملک کے پہاڑوں اور درّوں میں روس کے تباہ شدہ ٹینک اور گاڑیاں خود ہی روس کی وحشت و بربریت کی آئینہ دار ہیں

میں افغانستان کی جنگ ختم نہیں ہو گی۔ جب کہ دوسری طرف افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کی ایک وجہ اس جنگ کے بُرے اور منفی اثرات بھی ہیں جو روسی عوام میں شدت سے محسوس کئے جاتے ہیں۔ اگر روس کے کمیونسٹ حکومت نے افغانستان کو تقسیم کرنے کے لئے اقدامات کئے تو اپنے جنوبی سرحدوں تک جنگ کے شعلے پھیلا دے گا۔ اس طرح افغانستان میں جنگ ایک نئی صورت اختیار کرلے گی یعنی شمال دفاعی اور جنوب جارحانہ حیثیت اختیار کرلے

گی ۔ روسی حکومت بیک وقت دفاعی اور جارحانہ جنگ سے نمٹے گی ۔ اس کی وجہ سے بھی افغانستان کی تقسیم کے امکانات معدوم ہوتے ہیں

۳۔ اس کے ساتھ ساتھ افغانستان کے دوسرے علاقوں کی نسبت شمالی علاقوں میں احزاب کے درمیان تنظیمی اختلافات زیادہ دکھائی دیتے ہیں ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کی فضل وکرم سے یہ اختلافات اب ختم ہو چکے ہیں ۔ ابھی شمالی علاقوں میں مجاہدین ایک منظم قوت کی حیثیت اختیار کر گئی ہے جنہوں نے متعدد مضبوط فوجی اڈے اور چوکیوں تعمیر کی ہیں اور مکمل اتحاد کا مظاہرہ کر رہے ہیں اگر روس کی کمیونسٹ حکومت افغانستان کے شمالی علاقوں کو ہڑپ کرنے میں کامیاب ہو گئی تو جنوب میں روس اپنی حکمت عملی میں کامیاب ہو جائے گا ۔ اس لئے افغانستان کے شمالی علاقوں میں جنگ سارے افغانستان میں جنگ کا ہم معنی ہوگا ۔

۴۔ اگر روسی فوجیں افغانستان کے شمالی علاقوں میں پیچھے ہٹنے کے بہانے رہ جائیں اور مشرقی اور جنوبی علاقے خالی کر دیں تو آزاد شدہ علاقے ان علاقوں کو فوجی سازوسامان فراہم کرنے کا وسیلہ بن جائیں گے ۔ اور یہ علاقہ خود بخود مجاہدین کے قبضے میں آجائے گا ۔

۵۔ اگر ہم افغانستان کے سلسلے میں خفیہ معاہدوں کا یورپ کے تقسیم کرنے کے مسئلے کے ساتھ مقابلہ کریں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا ۔ کہ اس طریقہ کار پر افغانستان میں عمل درآمد نہیں کیا جاسکتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ کے اندر روس کی مخالفت جاری تھی اور اب افغانستان کے اندر بھی روس کے خلاف زبردست فوجی اور سیاسی سرگرمیاں جاری ہیں

۶۔ جرمنی کی تقسیم کے بعد مغربی جرمنی نے ایک اعلیٰ فوجی اور سیاسی حکومت کی حیثیت سے اپنی پہچان کرائی جرمنی کی تقسیم ایک ایسا خطرہ تھا جس کی وجہ سے مغربی جرمنی کو مستقبل کے خطرات وخدشات کا احساس ہوا اور وہ ان سے نمٹنے کی تیاریاں کرے گا ۔ اگر جرمنی کا قصہ افغانستان میں بھی دہرایا گیا تو جنوبی افغانستان ایک طاقتور ملک کی حیثیت سے باقی رہے گا ۔ روسی حکومت اس قسم کا نظام ناقابل برداشت ہے ۔

۷۔ افغانستان کو تقسیم کرنے کی صورت میں روس کو ستم ملی پارٹی پر انحصار کرنا ہوگا ۔ شمالی علاقوں میں خلق اور پرچم کے مقابلے میں ستم ملی زیادہ موثر ہے اگر تقسیم کے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنایا گیا تو روس کو لازمی طور پر ستم ملی سے رجوع کرنا ہوگا ۔ ستم ملی نے اپنے کمیونسٹ نظریات کو علاقائی اور لسانی تعصبات کی آڑ میں چھپا رکھا ہے ۔ اس پارٹی کا سیاسی موقف علاقائی تعصبات کو جنم دیتا ہے ۔ ستم ملی پر اعتماد کرنے کے نتیجے میں خلق اور پرچم کے درمیان باہمی آویزش شروع ہو جائے گی ۔ جو پشتون خلقی اور پرچمی ستم ملی کے نظریات سے نفرت کا اظہار کریں گے وہ لازمی طور پر روس کی مخالفت کریں گے ۔

۸۔ آزاد ہونے کی صورت میں جب افغانستان کو سیاسی قوت حاصل ہو جائے گی اور وہ روس کی مخالفت شروع کرے تو اس وقت روسی ایجنٹ اور تقسیم کے خواہاں عناصر پشتونستان کے مسئلے کو چھیڑیں گے ۔ اس صورت میں یہ لوگ افغانستان اور پاکستان کے محاصرہ میں ہوں گے

۹۔ آدھے افغانستان سے دستبرداری کی صورت میں روس کا بنیادی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنگ بدستور جاری رہے گی ، تحریک جاری رہے گی ۔ سیاسی سرگرمیاں جاری رہیں گی ۔ اس وقت روس کے لئے سارے افغانستان کی نسبت آدھے افغانستان میں جنگ لڑنا خطرناک ہوگی ۔

تقسیم کی شکل

روس کی کمیونسٹ حکومت باقاعدہ طور پر افغانستان کو تقسیم کرنے کا اعلان نہیں کرتی بلکہ تقسیم کے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے حالات کو موافق اور سازگار بنانے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہی ہے ۔ افغانستان کے جنوبی

حصوں سے فوجوں کے نکالنے کا مطلب افغان مجاہدین کو باقاعدہ حکومت بنانے کا موقعہ دینا ہے۔ چونکہ شمالی علاقوں میں ابھی تک روسی موجود ہیں۔ اس لئے جنوبی علاقوں میں مجاہدین کی حکومت کی تشکیل کی صورت میں کٹھ پتلی حکومت کا خاتمہ نہیں ہوگا بلکہ شمالی علاقوں میں روسی فوجوں کے موجودگی کی وجہ سے یہ حکومت بھی شمالی علاقوں میں موجود رہے گی۔ دوسری طرف جنیوا کے معاہدے میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ امریکہ اور روس دونوں افغانستان میں اپنے اپنے حامیوں کی امداد جاری رکھ سکتے ہیں۔ یعنی ایک طرف مجاہدین کی حکومت قائم ہوجائے گی اور دوسری طرف روس کی حمایت سے کٹھ پتلی حکومت بھی قائم رہے گی اس صورت میں ایک افغانستان میں دو حکومتوں کا قیام افغانستان کے تقسیم پر منتج ہوگی۔

بنیادی خطرہ

بنیادی خطرے سے مراد افغانستان سے روسی فوجوں کے نکلنے کا نظام الاوقات ہے۔ روسی حکومت چاہتی ہے کہ جنوبی اور مشرقی علاقوں کے خالی ہوجانے کی صورت میں وہاں مجاہدین کے حکومت کے قیام کی راہ ہموار ہو۔ ہر وہ علاقہ جس میں روسی موجود نہ ہوں اور جس کا تصفیہ کمیونسٹوں کے ساتھ ہوچکا ہو۔ وہ امن کا خطہ ہوگا۔ اس طرح جنوبی علاقوں سے روسی فوجوں کے نکلنے اور وہاں مجاہدین کی حکومت کے قیام کی وجہ سے وہ علاقے امن کے خطے میں تبدیل ہوں گے۔ لیکن جنگ اور روسیوں کی موجودگی لازم وملزوم ہیں۔ روسی جہاں بھی موجود ہوں گے وہاں جنگ جاری رہے گی۔ جہاں سے روسی چلے گئے اور مجاہدین کی حکومت قائم ہوچکی ہے۔ وہاں جنگ بھی ختم ہوچکی ہے۔ افغانستان کے شمالی علاقوں میں روسیوں کے بدستور موجودگی کی وجہ سے وہاں مجاہدین کی مزاحمت جاری رہے گی۔ اسطرح افغانستان جنگ اور امن کے دو خطوں میں بٹ جائے گا۔ امن کے جس خطے میں مجاہدین کی حکومت قائم ہوگی اس کا حلقہ اثر محدود ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افغانستان روسیوں سے مکمل طور پر آزاد نہیں ہوچکا ہوگا۔ اس صورت میں مجاہدین کی حکومت کو مرکزی حیثیت حاصل نہیں ہوگی اور نہ ہی وہ افغانستان کے تمام علاقوں پر حکمرانی کرسکے گی۔

غور فرمائیے :۔

امن کے خطے میں مجاہدین کی حکومت ایک مخصوص سیاسی، فوجی، اقتصادی اور معاشرتی ہیئت رکھتے ہوئے قائم ہوچکی ہے اور جنگ کے خطے میں چونکہ ابھی حالات بدستور وہی ہیں۔ اس لئے مجاہدین وہاں اب بھی مصروف جنگ ہیں۔ چونکہ امن اور جنگ کے خطوں کے حالات میں فرق ہوتا ہے اس لئے روس شمالی علاقوں سے بھی اس طرح جنوبی علاقوں کی طرح اپنی فوجیں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا رہا ہے۔

افغانستان کو تقسیم کرنے کے خطرات کا سدباب

۱۔ ایک طویل جنگ لڑنے کے لئے شمالی افغانستان میں مصروف مجاہدین کو وافر فوجی امداد۔

۲۔ مجاہدین کی عبوری حکومت نمائندہ اور جامع ہونی چاہیئے اور یہ افغانستان کے کروڑوں عوام کے جذبات اور احساسات کی ترجمانی ہونی چاہیئے۔ افغانستان کے مختلف علاقوں میں حکومتوں کی تشکیل سے قومی، علاقائی اور لسانی تعصبات کو ہوا ملے گی۔

۳۔ جنوبی علاقوں میں مجاہدین کی حکومت قائم ہونی چاہیئے۔

۴۔ افغان عوام کے لئے ایک متحد افغانستان کی ضرورت ہے۔ ملت کا اتحاد مذہبی اور دینی بنیادوں پر قائم ہونا چاہیئے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

افغانستان سے متعلق بھارت کی پالیسی

حیران خٹک

بہادر افغانوں نے روس کو افغانستان میں فوجی مداخلت کرنے پر جو عبرت ناک سبق دیا ہے وہ تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ افغانستان میں فوجی مداخلت سے پہلے روس کو اپنی فوجی دفاعی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اور اسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ ایشیا افریقہ اور یورپ کے چھوٹے اور کمزور اقوام روس کی فوجی طاقت سے نہایت مرعوب تھے۔ اس لئے ان ممالک نے اپنے تحفظ کی خاطر اپنے آپ کو مکمل طور پر روس کی جھولی میں ڈال رکھا تھا۔ روس ان اقوام کو کٹھ پتلیوں کی طرح دنیا کے سٹیج پر اپنے مفادات کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ ان اقوام کے سپوت دنیا کے مختلف خطوں میں سرخ عنصریت کے بھینٹ چڑھ رہے تھے، ہنگری، چیکوسلواکیہ، پولینڈ، کیوبہ، انگولہ اور جنوبی امریکہ کے کئی چھوٹے چھوٹے ممالک روس کے جاگزار بنے ہوئے ہیں۔ روس اس سے پہلے وسط ایشیا کے کئی اسلامی ریاستوں کو طاقت کے بل بوتے پر ہڑپ کر چکا تھا۔ ان حالات میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کمزور و ناتوان افغان اس سپر طاقت کے غرور کو خاک میں ملا دے گا۔ اور روسی لیڈر گورباچوف کو یہ کہنے پر مجبور کر دے گا۔ کہ افغانستان میں فوجی مداخلت کرکے روس سے سنگین غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اب وہ وقت گزر گیا ہے۔ جب بڑی طاقتیں چھوٹی قوموں کی قسمت کے فیصلے کرتی تھیں۔ روس آئندہ کے لئے کسی چھوٹے ملک کے اندرونی معاملہ میں مداخلت نہیں کرے گا۔ روسی قیادت کے نشۂ اقتدار کے تناظر میں اگر ان الفاظ کا جائزہ لیا جائے۔ تو کوئی یہ یقین نہیں کر سکتا۔ کہ پوری دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھنے والے کریملن کے آقا اتنے بے بس بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے۔ کہ پہاڑوں کی آغوش میں پلنے والے جوان ہمت افغانوں نے اس سپر طاقت کو اتنا بے بس اور ناتوان بنا دیا ہے کہ وہ افغانستان سے اپنی فوجوں کو صحیح سلامت نکالنے کے لئے بھی دوسروں سے ضمانت کا طالب ہے۔ افغانوں نے اپنی قوتِ ایمانی کے بل بوتے پر افغانستان میں روس کے خلاف جس کامیابی سے اتنی طویل جنگ لڑی۔ اس کی نظیر ماضی قریب کی تاریخ میں ملنی محال ہے۔ چونکہ افغان اپنے خودارادیت اور وطن کی آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے۔ اور روس ان کے ملک میں بے جا مداخلت کا مرتکب ہوا تھا اسی لئے ساری آزاد دنیا اور حریت پسند قوتوں کی ہمدردیاں افغان کے ساتھ ہیں۔ جس عالمی پلیٹ فارم پر بھی مسئلہ افغانستان زیر بحث آتا۔ وہاں مجاہدین کے موقف کی جیت ہوتی۔ اور روس کو ذلت اور رسوائی سے دو چار ہونا پڑتا۔

ایک طرف ساری دنیا افغانوں کو دادِ شجاعت دے رہی تھی۔ ان کے برحق موقف کی حمایت کر رہی تھی۔ اور افغانستان سے فوری طور پر روسی فوجوں کے انخلاء کا مطالبہ کر رہی تھی۔ دوسری طرف غیر ممالک ایسے بھی تھے جو حق نمک ادا کرتے ہوئے روس کے اس اقدام کی حمایت کر رہے تھے۔ اس سلسلے میں بھارت کا کردار ان سے مختلف تھا۔ مسئلہ افغانستان اس علاقے کا سب سے اہم مسئلہ تھا۔ اور مستقبل میں اس مسئلے سے بھارت سمیت تمام ممالک کے متاثر ہونے کا خطرہ تھا۔ لیکن اس سے بڑی ستم ظریفی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ بھارت نے ابتداء ہی سے اپنے آپ کو اس مسئلے سے الگ تھلگ رکھا تھا۔ اور اگر کبھی کبھار افغان مجاہدین کی اس جنگ میں جس ملک نے بقول بھارتی سپاہی دانشور سبرامنیم سوامی کمینے اور ذلیل کردار کا مظاہرہ کیا۔ وہ بھارت ہے اپنے ایک حالیہ مضمون میں انہوں نے لکھا۔ کہ بات جو میں کہنا چاہتا ہوں۔ وہ کانگرس آئی کے کمینے اور ذلیل کردار سے متعلق ہے۔ جو ہمارے افغان بھائیوں پر مظالم ڈھائے جا رہے تھے۔ اور ان کا قتلِ عام کیا جا رہا تھا۔ نہ صرف یہ کہ کانگرس (آئی) حکومت نے افغان مجاہدین نے روس کے بہادر سپاہیوں کی مدد نہیں کی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس کی ننگی اور برہنہ جارحیت کی تائید میں سوویت یونین کو بھی پیچھے چھوڑ گیا۔ اندرا گاندھی اور بعد میں راجیو گاندھی کی قیادت میں کانگرس حکومت یہ کہہ کر روسی قبضے کی حمایت کرتی رہی۔ کہ یہ افغان حکومت کی دعوت پر ہوا۔

اگر ہم روس اور بھارت کے افغان مسئلہ پر اتحاد کا جائزہ لیں۔ تو یہ حقیقت ہے۔ کہ روس نے افغانستان پر یلغار کرنے سے قبل بھارت کو اپنے اعتماد میں لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اور نہ ہی بھارتی قیادت سے کسی قسم کا مشورہ کیا۔ کیوں کہ ایشیاء کی سلامتی کے منصوبے کے منفی عزائم کی بنیاد پر روس بھارت کو اپنے مستقبل کے ارادوں میں شریک نہیں کرنا چاہتا۔ حالانکہ بھارت اور روس کے معاہدہ دوستی کے دفعہ ۹ کے تحت روس اس بات کا پابند تھا۔ کہ وہ بھارت کو اعتماد میں لیتا۔ پھر بھی اپنے مشاورت میں شامل نہ کیا۔

دوسری طرف بھارت کی طفلانہ سیاست کا مظاہرہ اُس وقت ہوا۔ جب راجیو گاندھی نے بزعم خویش صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو افغان معاہدے پر گفت و شنید کرنے کے لئے بھارت آنے کی کھلے عام دعوت دی۔ جیسے پاکستان بھارت کا کوئی طفیلی ملک ہو۔ چنانچہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ کہہ کر دعوت ٹھکرا دی۔ کہ وہ بھارت تب جائیں گے۔ جب کوئی کرکٹ میچ کھیلا جا رہا ہو۔ کیوں کہ جنرل محمد ضیاء الحق کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ بھارت بنیادی طور پر افغان مسئلے کے حقائق ہی سے واقف نہیں ہے۔ اور جو کہتا ہے۔ کہ افغانستان میں روسی فوجیں افغانوں کی دعوت پر آئیں۔ جنہوں نے اپنے ایک ہی حامی حفیظ اللہ امین کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

بہر نوع۔ بھارت نے معاہدہ جنیوا، سے قبل ہی افغان کٹھ پتلی حکومت سے جوڑ توڑ شروع کر دیا۔ بھارتی وزیر مملکت۔ امور خارجہ نٹور سنگھ کابل گئے۔ پھر نجیب اللہ کو دہلی مدعو کیا گیا۔ اس سارے جوڑ توڑ کی بنیادی وجہ یہ تھی۔ کہ بھارت نے روس کی بجائے کابل حکومت سے رابطے بڑھانے شروع کر دیئے۔

اب علاقہ کی صورتِ حال تبدیل ہو چکی ہے۔ کیوں کہ افغان مجاہدین کی جنگِ حریت بدستور جاری ہے۔ اور وہ افغانستان میں پیش قدمی کر رہے ہیں۔ جس سے نجیب اللہ حکومت پر زبردست دباؤ ڈال رکھا ہے۔ اور یہی توقع کی جا رہی ہے۔ کہ یہ کٹھ پتلی حکومت جلد ختم ہو جائے گی۔ اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی نے اپنے حالیہ غیر ملکی دورے کے دوران یہ خدشہ ظاہر کیا کہ افغانستان میں اسلامی حکومت بھارت کے لئے خطرہ

ہوگی۔ اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ بامرِ مجبوری اسے اپنے تاثرات کا اظہار کرنا پڑ جاتا۔ تو وہ روس کے مفادات کے ترجمان ہوا کرتے تھے۔

افغان مسئلے سے بھارت کے اغماض برتنے کے کئی وجوہات ہیں۔ اس سلسلے میں پہلی وجہ یہ ہے۔ کہ بھارت ایک اسلام دشمن قوت ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس علاقے میں اسلام کو بحیثیت ایک نظام کی بالادستی حاصل ہو۔ بھارت کو اس بات کا خدشہ ہے۔ کہ اگر کبھی اس علاقے میں اسلام کو ایک بالادست قوت کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ تو وہ قائم و دائم نہیں رہ سکے گا۔ بھارت میں آباد کروڑوں مسلمانوں میں اسلامی تشخص کا احساس پیدا ہو جائے گا۔ جو بھارت کے اندر ایک دوسرے پاکستان کے قیام کے لئے جدوجہد شروع کر دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت نہیں چاہتا۔ کہ افغانستان میں مجاہدین کامیاب ہوں۔ اور وہاں اسلامی نظام قائم ہو۔ یہ محض ایک قیاس نہیں۔ بلکہ بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی خود کئی مرتبہ اس خدشے کا اظہار کر چکے ہیں۔ اور بھارت میں مجاہدین کی حکومت کے قیام کو بھارت کے لئے خطرہ قرار دے چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بھارت کی کوشش ہے۔ کہ افغانستان نجیب کی حکومت کو دوام حاصل ہو۔ اور مجاہدین اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں۔

بھارت کی طرف سے مسئلہ افغانستان کے سلسلے میں سرد مہری برتنے کی دوسری وجہ اس مسئلے کے ساتھ پاکستان کا تعلق ہے۔ چونکہ افغانستان میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے پاکستان کی سرحدیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اور اس پاکستان کی سماجی، اقتصادی اور سیاسی صورت حال بری طرح سے متاثر ہے۔ اسی لئے بھارت چاہتا ہے۔ کہ یہ مسئلہ طول پکڑے اور پاکستان کی مشکلات میں اضافہ ہو۔ بھارت کو یہ خدشہ ہے کہ اگر یہ مسئلہ حل ہوگیا۔ تو پاکستان بھارت کے ساتھ نمٹنے کے لئے یکسو ہو جائے گا۔ اس لئے بھارت کی بہتری اسی میں ہے کہ افغان جنگ جاری رہے۔ اور پاکستان کو بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی فرصت نہ مل سکے۔

ہمارے خیال میں مسئلہ افغانستان سے متعلقہ بھارت کے موجودہ رویے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ افغانستان میں مجاہدین کی کامیابی کی صورت میں ایران، پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش کے درمیان باہمی تعلقات بہت مضبوط ہو جائیں گے۔ اور ان ممالک کا اسلامی بلاک جنوبی ایشیاء کی سیاست پر شدت کے ساتھ اثر انداز ہوگا۔ اور یوں بھارت کا وہ خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ جو وہ ایک عرصے سے اس علاقے کا نمبردار بننے سے متعلق دیکھ رہا ہے۔

اس سلسلے میں چھوٹی بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ روس بھارت کو جنوبی ایشیاء میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے لئے تیار کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں وہ بھارت کو بہت زیادہ فوجی اور اقتصادی امداد دے رہا ہے۔ چونکہ بھارت کے مفادات روس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس لئے وہ اس بات پر مجبور ہے۔ کہ وہ روسی مفادات کا خیال رکھیں۔ ان حالات میں بھارت کی طرف سے مسئلہ افغانستان سے متعلق منفی موقف اپنانا ایک فطری امر ہے۔

الغرض بھارت نہیں چاہتا۔ کہ افغانستان میں ایک ایسی حکومت قائم ہو۔ جو وہاں اسلامی نظام نافذ کرے۔ لیکن قرائن سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ بھارت چاہے یا نہ چاہے! افغانستان میں بہت جلد اسلامی نظام نافذ ہو کر رہے گا۔ اور افغانستان اسلامی دنیا کے ایک نظریاتی قوت کی حیثیت سے اُبھرے گا۔ جو نہ صرف افغانستان میں اسلامی انقلاب کی پاسداری کرے گا۔ بلکہ دنیا بھر میں مسلمانوں کے حقوق کے پامال ہونے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے گا۔ اس لئے بھارت کے لئے سودمند بات یہ ہے کہ وہ اپنے اندازِ فکر میں مثبت تبدیلی کر کے حقائق کو کھلے دل سے تسلیم کریں اور گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دینے کی کوشش نہ کریں۔ کیوں کہ ان دیواروں کو زمین بوس کرنے کے لئے اب فقط ایک دھکے کی ضرورت ہے۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

انفاق فی سبیل اللہ

تحریر: غلام نبی کوکب

محترم مومن بھائیو! رسول کریمؐ نے فرمایا ہے! قاتلو المشرکین باموالکم و انفسکم والسنتکم (مشرکوں کے خلاف جان و مال اور زبان کے ذریعے لڑو) یہ حدیث جہاد کے کئی قسموں پر دلالت کرتی ہے اور مسلمانوں کو یہ بات بتاتی ہے کہ وہ حتی المقدور جہاد کے ان تمام اقسام میں بھرپور حصّہ لیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاد کو پیغمبرؐ نے صحیح عقیدے کے بعد افضل الاعمال کیا ہے۔ بخاری شریف کے ایک حدیث میں آیا ہے یا رسول اللہ ای الناس افضل، فقال رسول اللہؐ! مومن یجاھد فی سبیل اللہ بنفسہ و مالہ (اے خدا کے پیغمبر لوگوں میں افضل کون ہے؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا وہ مومن جو جہاد کرے خدا کے راستے میں مال اور جان کے ذریعے اس لئے اگر کوئی شخص ہر قسم کے جہاد میں حصّہ لے سکتا ہے تو یہ نہایت افضل بات ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر کسی کو اس کے اخلاص اور دیانت کے مطابق اجر و ثواب ملتا ہے جیسا کہ حضرت محمدؐ فرماتے ہیں۔ انفق نفقۃ فی سبیل اللہ وقام فی بیتہ فلہ بکل درھم سبعمائۃ درھم ومن غزا بنفسہ فی سبیل اللہ و انفق فی وجھہ ذلک فلہ بکل درھم سبعمأئۃ الف درھم ثم تلا ھذہ الایہ: واللہ یضاعف لمن یشآء (ہر کوئی جو اپنا مال خرچ کرتا ہے خدا کی راہ میں اور خود اپنے گھر میں مقیم رہتا ہے اور جہاد کو نہیں جاتا تو اُسے ہر روپے کے ۷۰۰ مرتبہ زیادہ ثواب دیا جاتا ہے اور اگر کوئی آدمی خود جہاد میں شریک ہوتا ہے اور اپنا مال بھی خداوند تعالےٰ کے خوشنودی کے حصول کی خاطر مجاہدین پر خرچ کرتا ہے تو اُسے ہر پیسے کے عوض ۷۰۰۰۰۰ مرتبہ زیادہ ثواب دیا جاتا ہے اور پھر فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تو ان اعداد و شمار کو دگنا کر سکتا ہے)

اس حدیث شریف سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے، کہ مجاہدین کے صدقات کا ثواب مقیم لوگوں کے صدقات کے ثواب سے ایک ہزار مرتبہ زیادہ ہے۔ کیونکہ (۷۰۰) (۷۰۰۰۰۰) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو انسان اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جتنا خداوند تعالےٰ کے قریب ہوتا ہے۔ اتنا ہی ان کے عمال کا ثواب بھی عام لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے جس طرح کے حضرت ابوبکر صدیقؓ انبیاء کرام کے بعد افضل ہونے کے باوجود بلغ ماتے ہیں۔ کاش میری ساری عمر کی عبادت آنحضرتؐ کے ایک سجدہ سہو کے برابر ہو جائے" اس لئے مسلمان کو ہمیشہ کے لئے اچھے اعمال کا حریص ہونا چاہیئے۔ اُسے یہ فکر نہیں کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اتنے زیادہ اجر کیسے دیں گے یا یہ کہ انسان اتنے زیادہ نعمتوں کا کیا کرے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ سب

کچھ پر قادر ہے اور جنت میں جنتیوں کو مختلف درجے عطا کرتا ہے۔ اسی طرح جب نیک اعمال کے ذریعے خداوند تعالےٰ انسان کے گناہ معاف کرتا ہے تو یہ بذات خود اُسی کا ایک بہت بڑا کرم ہے۔ اس لئے کہ اگر ایک انسان کو ساری دُنیا کا مال اور بادشاہی دی جائے اور پھر یہ سب کچھ اُسے دوزخ کے عذاب سے پل بھر کے لئے نجات دلانے کے عوض مانگی جائے تو وہ یہ سب چیزیں نہایت خوشی سے دے دیگا۔ یہی گناہ عذاب کا باعث بنتے ہیں۔

اس لئے ہر مسلمان کو مقدور بھر اپنے اللہ کی

مندرہ بریگیڈ کے مجاہدین کا ایک دستہ آرام کر رہا ہے۔

قربت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ من کان اللہ کان اللہ (جو کوئی خدا کا ہوگیا خدا اُسی کا ہوگیا) اس کا مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے دین کی سربلندی کے لئے کوئی کام کرتا ہے تو اللہ کی نصرت اُسے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ آیت مبارکہ میں ذکر آیا ہے۔ اس میں جہاد کے سلسلے میں نہایت ٹھوس اور نفع بخش وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔" وما تنفقوا من شئ فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون (اور جو مال آپ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، تمہیں اُن کا پورا پورا اجر دیا جاتا ہے اور تم پر ظلم نہیں کیا جاتا) یعنی اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے تم لوگوں کے ایثار کا اجر دیتا ہے اور تم لوگوں کے ثواب میں کمی نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ کو کسی کے مال یا عبادت کی حاجت نہیں اُس نے انسان کو اس لئے عدم وجود میں لے آیا۔ اور اُسے عقل، قوت اور اختیار سے نوازا تاکہ وہ اپنے خدا کو پہچان سکے۔ اُسی کی عبادت کرے۔ یہ تمام اوامر اور نواہی کا مطلب انسان کا امتحان لینا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ ونبلوکم بالخیر والشر فتنۃ ط ثم الینا یرجعون (اور ہم نے ان انسانوں کو نیکی کے حکم سے امر نواہی سے منع کرنے کے ذریعے آزمایا۔ پس اس کے بعد ان کو ہماری طرف لوٹایا جائے گا۔ یعنی ہر کسی کے ساتھ اُن کے عمل کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ وہ نیکی کا اچھا اور بدی کا بُرا بدلہ پائیں گے۔ جس طرح کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ (ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا (اگر تم نیک عمل کروگے۔ تو یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا اور اگر برا عمل کروگے تو وہ بھی تمہارے لئے بُرا ثابت ہوگا۔ اس لئے جو کوئی فخر آفرت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہاں اسے سرفروی نصیب ہو تو اُن کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہی دنیا آخرت کے لئے کھیتی کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں وہ جو کچھ بوئے گا وہاں وہی کچھ کاٹے گا۔

بعض مالدار اور سرمایہ دار لوگ اس ناپائیدار دنیا میں خوشی اور مسرت حاصل کرنے کے لئے بے پناہ مال خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے وقت فقیری اور ذلت کے تصوّر میں کھو جاتے ہیں۔ یہ سراسر غلط بات ہے اور بے بنیاد شیطانی وسوسہ ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے: الشیطٰن یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا (شیطان تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہے۔ غربت کا اور تمہیں برے کاموں کا حکم

دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہے بخشش اور بے شمار ثوابوں کا) اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ وہ شیطان کے جھوٹے وعدوں کے مقابلے میں اللہ کے وعدوں پر ایمان اور یقین رکھتے ہوئے آنحضرتؐ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کریں۔ اور آپؐ کی طرح مالی اور جانی قربانی دیتے ہوئے اپنے آپ کو ایک ناقابل فراموش تاریخی کردار بنائیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں بیان ہوا ہے۔ وکان ینفق علیٰ اھلہ نفقۃ سنۃ ثم یجعل ما بقی فی السلاح و الکراع عُدۃ فی سبیل اللہ (آنحضرتؐ اپنے اہل کے لئے ایک سال کا نفقہ کرتے تھے۔ یعنی آپؐ ازواج مطہرات کے لئے ایک سال کا خرچہ چھوڑ جاتے تھے اور باقی مال کو جنگی اسلحہ اور گھوڑوں کی خریداری پر خرچ کرتا تھا یعنی آنحضرتؐ خداوند تعالےٰ کی خوشنودی کے حصول کی خاطر اپنے تمام وسائل بروئے کار لاکر جہاد کیا کرتے تھے اس کے باوجود کہ اللہ کے محبوب پیغمبرؐ ہونے کی حیثیت سے تمام کبیرہ اور صغیرہ گناہوں سے پاک تھے۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ نیک کاموں کے انجام دہی میں تندی اور شدت کا مظاہرہ کریں۔ کیونکہ پیغمبرؐ فرماتے ہیں۔ ما رأیت مثل النار نام ھاربھا و ما رأیت مثل الجنۃ نام طالبھا (میں نے نہیں دیکھا دوزخ کی طرح سخت عذاب کو ڈرنے والے ڈر جائیں گے اور میں نے نہیں دیکھی جنت کی سی نعمتیں چنانچہ خداوند تعالےٰ کے سخت عذابوں سے نجات پانے اور اُس کی بے شمار نعمتوں سے متمتع ہونے کے لئے مومن کو چاہیئے کہ وہ اس فانی دنیا کے مال اس کاموں میں صرف کریں کہ اس کے بدلے اُسے زیادہ اجر و ثواب سے نوازا جائے۔ یہ کام جہاد کا کام ہے رب العالمین فرماتا ہے: مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ط واللہ یضاعف لمن یشاء ط واللہ واسع علیم (جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں۔ اُن کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات خوشے پھوٹتے ہیں اور ہر خوشے میں ۱۰۰ دانے ہوتے ہیں۔ اور اللہ اُن لوگوں کا ثواب اس سے بھی بڑھاتا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور اللہ وسعت دینے والا اور عالم ہے) یعنی جو خلوص نیت سے اپنا مال دین کے سرفروش غازیوں، طالب علموں یا دین کے کام کرنے والے دوسرے لوگوں پر خرچ کریں تو اللہ تعالےٰ اُن کو آخرت میں اس کا بدلہ ۷۰۰ مرتبہ زیادہ بلکہ ۷۰۰۰ مرتبہ زیادہ بلکہ اس سے بھی زیادہ دیتا ہے اللہ تعالےٰ ہر کسی کو اس کی نیت کے مطابق اجر و ثواب دیتا ہے اور وہ سب کی نیتیں جاننے والا ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالےٰ ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے: الذین یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقناھم ینفقون ط۔ اولئک ھم المومنون حقا ط لھم درجات عند ربھم و مغفرۃ و رزق کریم (جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے رزق میں خرچ کرتے ہیں۔ یہی حقیقی مومن ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان کے بڑے درجے ہیں اور ان کے بخشش اور رزق ہے) یعنی اللہ تعالےٰ ایسے ہی پاکباز مسلمانوں کو جنت عطا کرتا ہے آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ من ارسل زوجین فی سبیل اللہ دعاہ خزنۃ الجنۃ کل خزنۃ باب ھلم (جو کوئی دو قسم کے مال اللہ کی راہ میں بھیج دے۔ تو قیامت کے دن جنت کے ہر دروازے کا دربان اُسے بُلا کر کہتا ہے کہ اے فلاں جلدی آؤ۔ اور اس جنت میں داخل ہو جاؤ۔ مال کی دو قسمیں مثلاً درہم، دینار، بندوق اور پستول اور تلوار وغیرہ

اس طرح آنحضرتؐ کے ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں۔ نعم صاحب المسلم لمن اخذہ بحقہ فجعلہ فی سبیل اللہ (دنیا کا مال اس مسلمان کا پسندیدہ دوست ہے جو کہتا ہے حلال ذریعے سے کماؤ اور پھر اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو) حقیقت یہ ہے کہ مال اور دولت ایسی چیز ہے جیسے ایک عاقل انسان اپنے لئے آخرت کا ایک بہترین دوست بنا سکتا ہے۔ بشرطیکہ یہ مال حلال ذرائع سے کمایا گیا

ہو اور خداوند تعالےٰ کی رضا کے لئے خرچ کیا گیا ہو۔ جس طرح ہم نعمت اور راحت کو حاصل کرنے کے لئے کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح ابدی نعمتوں اور راحتوں کے حصول کے سلسلے میں بھی انسان کو آزمائشوں اور امتحانوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں شاعر فرماتا ہے۔

مسلم برائے سلطنت و ملکِ لایزال
تقدیم مال و جان بصد شوق جان کند

یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاد تمام مسلمانوں کا ایک مشترکہ فریضہ ہے اور آیت فاتقوا اللہ ما استطعتم کے مطابق جہاد ہر مسلمان پر اس کی قوت اور طاقت کے مطابق فرض ہے۔ اس لئے مالدار مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس فرض سے عہدہ برآ ہوں ورنہ وہ اللہ تعالےٰ کے حضور قابل مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (اپنے مال خرچ کرو اور راہِ خدا میں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو) یعنی بخل مت کرو کیونکہ اس سے تمہارے دل سخت ہوجائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بخیل خدا سے دور اور دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا:

ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا

مثنوی:۔

ای خدایا منفقان سیر دار
ہر درم شان عوض دہ صد ہزار
ای خدایا ممسکان در جہان
تو مدہ الا زیان اندر زیان
ای خدایا منفقان دہ خلف
اے خدائے ممسکان دہ تلف

ہیڈ ماسٹر محمد انور رجمنٹ کے مجاہدین پہرہ دے رہے ہیں۔

اے مال و دولت کے مالکو! خداوند تعالےٰ نے تم لوگوں پر بڑا احسان کیا ہے اور خرچ کرنے کا اختیار بھی دیا ہے۔ ان لمحات کو ضائع مت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تو تمہارے پاس مال و دولت ہوگا اور نہ ہی اختیار و قوت

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: یا ایھا الذین آمنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ (اے مومنو! خرچ کرو اس مال میں سے راہ خدا میں جو نے تم کو دیا ہے اس سے پہلے کہ آپہنچے وہ دن جس میں کسی قسم کا سودا نہیں ہوتا اور نہ کسی کے لئے کسی قسم کی سفارش مانی جاسکتی ہے اور نہ ہی رشتے ناطے کا خیال رکھا جاسکتا ہے۔)

اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کسی کے پاس کسی قسم کا مال نہیں ہوگا جس سے کافر اور گنہگار لوگ مصرف میں لاکر نجات پائیں۔ اس دن دوستی بھی کام نہیں آسکتی۔ کیونکہ ہر شخص کو اپنی فکر لاحق ہوتی ہے اور وہ خوفزدہ ہوتا ہے۔ یہ یا وہ دوستی کسی کے ساتھ نہیں کی جاسکتی کہ ایک آدمی اپنے نیک اعمال دوسرے کو دے دے اور خود کو جہنم کے عذاب کے حوالے کردے اسی طرح کوئی سفارش بھی کام نہیں آسکتی۔ یہاں

Digitized by Sarmad Sehbai

ثقافتی جدوجہد کی ضرورت اور اہمیت

فضل الرحمان (صاحبزادہ)

ہمارے پاس دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک مسلح جہاد کا راستہ ہے اور دوسرا فرہنگی جدوجہد۔ مسلمانہ جدوجہد کی راہ میں اگر ہم سے کسی بھی طرح سے دشمن وسائل اور تعداد کے لحاظ سے قوی اور مضبوط ہے، لیکن وہ وسیلہ جو ہمارے پاس ہے دشمن اس سے قطعی طور پر محروم ہے۔ اور وہ جذبۂ ایمان اور اس کی قوت ہے کہ اس کی قوت کے مقابلے میں دشمن نے ہر محاذ اور ہر میدان کی بھرپور ذلت آمیز شکست کھائی ہے اور اس کی پوزیشن اور حیثیت ساری دنیا کے سامنے کمزور ہوئی ہے اور یہی ایمان کی قوت ہے کہ ظالم، مستبد اور حملہ آور دشمن مع اپنے وافر مقدار میں جنگی ساز و سامان کے بدترین شکست کی حالت میں ہے، ۱۳۵۷ سال کے ثور کے انقلاب کے مطابق جب خلقی اور پرچمی یہ کہتے تھے کہ پیچھے نہ ہٹنے والا انقلاب ہے، اب کچھ اس طرح کمزور ہو چکا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مجاہدین کی ایک ہی متحد اور اساسی ٹھوکر اُسے تاریخ کے گڑھے میں پھینک دے گی۔ لہٰذا اس راہ میں ہماری تشویش رفع ہو چکی ہے۔

دوسرا راستہ ثقافتی جدوجہد کا ہے۔ ثقافتی جدوجہد اس لئے بھی ضروری ہے کہ دشمن پہلے اسی نقطے پر حملہ کرتا ہے۔ ابتداء میں وہ کسی ملک کے دین، مذہب، ملنے ہوئے نظریات، تاریخ، اجتماعی اور اقتصادی اساسات کو اپنے شدید انتقاد کا نشانہ بناتا ہے، پھر اسے درمیان سے ہٹانے کے لئے سیدھے یا ٹیڑھے طریقے پر اقدامات شروع کر دیتا ہے۔

اگر کبھی کسی ملک کی ثقافت درمیان سے چلی جائے، یعنی ذہنوں سے نکل جائے تو اس ملک کو اپنے تسلط میں لانا کچھ ایسا مشکل کام نہیں ہوتا۔ اسی لئے ثقافتی کوشش ایک اہم اور ضروری کام ہے اور روسی امپریلزم تو شروع سے لے کر آخر تک اس طریقے سے کام لیتا ہے۔

یہ شروع میں اقتصادی اور فنی امداد کے نام پر کسی ملک میں جاتے ہیں اور اس ملک کے ثقافتی نظریات اور مقدسات جو مارکسیزم اور لیننزم کی مخالفت میں ہوتے ہیں۔ مختلف ذرائع اور تبلیغ سے اُسے برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے عوض مارکسیزم کو بڑے دلکش اور مرعوبانہ انداز میں متعارف کراتے ہیں اور یہ اپنے کام کو انقلاب لانے تک دوام دیتے رہتے ہیں۔ انقلاب کے بعد جب یہ فروخت شدہ متاع اپنی اصل حالت میں ظاہر ہونے لگتی ہے تو خریدار اپنے آپ کو تسلی دینے لگتا ہے۔ لیکن پانی سر سے گذر چکا ہوتا ہے اور ایسے وقت میں روسی استعمار مذکورہ ملک پر مسلمانہ قبضہ جما لیتا ہے۔ اور اسے دوست ملک کی دعوت، امپریلزم کی مداخلت

اور انٹرنیشنل وظیفوں کے اجراء کا نام دیتا ہے۔

یہ روسی استعمار کی توسیع پسندی کا ایک منظم اور سوچا سمجھا پلان ہے، جو کہ بہت ہی کم تفاوت کے ساتھ ایک یا دوسرے ملک میں پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے

تیسری دنیا کے ممالک میں روسی استعمار کا داخلہ

یہ سوال کہ تیسری دنیا کے ممالک زیادہ تر روسی استعمار کی چالوں میں کیوں پھنستے ہیں؟ اس کی وجہ اقتصادی مسائل ہیں۔ تیسری دنیا کے یہ ممالک ترقی پذیر ممالک ہیں اور یہ اپنی ترقی اور آگے بڑھنے کی خاطر دو بڑے بڑے

مجاہدین جہاد کی دشوار گھڑیوں میں بھی ہر لحظہ خوشیوں کا احساس کرتے ہیں

مسائل سے دوچار ہیں۔ جن میں ایک تو سرمائے کی کمی اور دوسرے فنی اداروں اور صنعتوں کی قلت ہے۔ اس مشکل کو رفع کرنے کی خاطر یہ ترقی یافتہ ملکوں کی امداد کے محتاج ہیں اور وہ اپنے داخلی معاملات کے لئے بڑے پیمانے پر سرمایہ نہیں لگا سکتے۔

ترقی یافتہ ممالک جو قرضے پسماندہ ممالک کو دیتے ہیں۔ اُن کی شرائط اس قدر سخت ہوتی ہیں کہ قرض لینے والی مملکت اور بھی غربت اور بدبختی کے گڑھے میں گرتی چلی جاتی ہے اور اس کا نتیجہ برعکس ہی نکلتا ہے اکثر قرض دینے والے ممالک نقد پیسہ قرض لینے کا اختیار نہیں رکھتی۔ مثال کے طور پر پانی اور بجلی کے بند بنانے کے لئے معاہدے میں جا بجا ایسی شرائط کو رکھا جاتا ہے کہ مشینی آلات، جنریٹر اور بجلی کے دیگر ساز و سامان کو اسی ملک سے لیا جائے گا۔ انجینئر اور تکنیکی ماہرین کی خدمات بھی اسی ملک سے لی جائیں گی۔ اور اسی انداز سے اُن کو تنخواہ دی جائے گی۔ جو وہ اپنے ملک سے لیتے تھے۔ قرضہ دس سال بعد واپس کیا جاتا ہے اور سال میں پانچ یا چھ فی صد سود بڑھتا رہتا ہے۔ تو اگر اس حساب سے قرضہ (فرض کیا) بیس ملین ڈالر ہے تو کچھ پیسہ تو مشینی آلات کی خریداری پر لگ جائے گا اور دوبارہ اس ملک میں منتقل ہو جائے گا اور کچھ پیسہ واپس سود کی شکل میں قرض دینے والے ملک کے ہاتھ میں چلا جائے گا اور کچھ پیسہ انجینئر اور تکنیکی ماہرین کی تنخواہوں پر خرچ ہو جائے گا۔ یہی وہ سبب ہے کہ غریب ممالک اور بھی زیادہ غریب اور امیر ممالک اور امیر تر ہوتے جاتے ہیں۔

یہی ممالک جو مغربی ممالک سے ناامید ہو چکے ہوتے ہیں

روسی انہیں اپنا نشانہ بناتے ہیں اپنی تبلیغات، اور آسان شرائط پر قرضوں کی فراہمی کے وعدوں پر چند انقلابات کے بعد روس کی چالوں اور فریبوں میں آجاتے ہیں۔

روس کی کمیونسٹ مملکت جو کہ اپنے قرضوں کو سیاسی توسیع پسندی اور مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہے، طویل المیعاد منصوبے بناتی ہے۔ جس کے نتیجے میں ۲۵ یا ۳۰ سال بعد مقروض ملک حتمی طور پر ان کی چالوں میں پھنس جاتا ہے اور اس کا سارا اقتصادی منافع بڑے بے رحمانہ طریقے پر لٹ جاتا ہے۔

یہ اپنے قرضوں کی ابتداء میں بڑے آسان شرائط کا اعلان کرتی ہے۔ حتمی طور پر قرضی سود دو یا تین فی صد سے تجاوز نہیں کرتا۔ قرضے کی واپسی کی معیاد بھی بیس یا پچیس سال ہوتا ہے اور یہ قرضہ اس قدر مہارت سے دیا جاتا ہے کہ قرضہ لینے والا ملک خوشحال بلکہ کسی قسم کے خطرے سے بے پروا ہو جاتا ہے ان کے ساتھ دوستی، مل کر کام کرنے، اور ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دینے کا اطمینان بھی ہر سال دلایا جاتا ہے اور اسی طرح اپنے دوسرے معاہدوں کو یکے بعد دیگرے منظور کروالیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ انجنیئر اور ماہرین کے لباس میں اپنے جاسوسوں کو بھیجتا ہے۔ جو اس ملک کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں اور لوگوں کو تحریک اور کمیونزم کی جانب راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

افغانستان میں روسیوں نے اس کے لئے کہ لوگ ان کی حرکتوں کی جانب متوجہ نہ ہوسکیں اپنے خلقی اور پرچمی ایجنٹوں کے ذریعے یہ پروپیگنڈے اور پرچار کرتے رہے کہ "روسی دوسروں کے داخلی امور میں عدم مداخلت، آزادی اور جغرافیائی خود مختاری کے اصولوں پر یقین رکھتے ہیں افغانستان پر قبضہ کرنے کی خواہش نہیں رکھتے اور اگر وہ ایسا کرنا چاہیں تو صرف پانچ گھنٹوں میں ہی وہ افغانستان کو اپنے پنجۂ استبداد میں جکڑ سکتا ہے۔ لیکن روسیوں کا اندازہ افغانستان کے متعلق اس قدر غلط تھا کہ خوش قسمتی سے نو سال میں بھی یہ ملک ان کے حلق سے نہ اتر سکا اور افغانستان روسیوں کے لئے ایک ایسا ناسور بن چکا ہے کہ اسی ناسور کی بدولت یہ سامراجی قوت کی موت اور زوال کے گڑھے میں گرے گی۔

کمیونزم کی توسیع پسند سیاست

کمیونزم کا وجود میں آنا اس طریقے پر جس کی تشریح مارکسسٹ اپنے نشریات میں کرتے رہتے ہیں کوئی حقیقت پر نہیں رکھتی۔ مارکسسٹوں کا کہنا ہے کہ کمیونزم کے آنے کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ مملکت صنعت کے لحاظ سے اچھی ہو جائے۔ یہاں تک کہ پرولتاریاں وجود میں آجائیں۔ پھر یہ پرولتاری مارکسیسی لیننی شکل میں ڈھلتے ہیں۔ اپنی جدوجہد کو جلا بخشتے ہیں اور انقلاب لاتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر یہ بات بالکل غلط ہے اور ہم روس کے بشمول ایک ایسا ملک نہیں پیدا کر سکتے جس میں اس طریقے پر کمیونسٹ انقلاب آیا ہو اور اگر اس طریقے پر سوشل تبدیلیاں سامنے آئی ہوتیں تو مغربی دنیا میں اب تک سامنے آچکی ہوتیں۔ اس لئے روسیوں نے یہ تکنیک چھوڑ دی ہے اور اپنے پروپیگنڈے کام لے رہے ہیں۔

روسی یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ پہلے اپنے نقشے میں لائے ہوئے ملک میں اپنے پیروں کی جگہ بنائیں اور جب یہ اپنے پاؤں کی جگہ بنا لیتے ہیں تو پھر چند ایجنٹوں کو یہ انقلابی پروگرام دیتے ہیں کہ ریڈیو سٹیشن اور دوسرے ذرائع ابلاغ کو چالیس منٹ تک اپنے قبضے میں لئے رکھیں جب تک ان کو حملہ کرنے کا بہانہ ہاتھ نہ آجائے۔ حرص و لالچ نے ان کی آنکھوں پر ایسے پردے ڈالے ہوتے ہیں کہ سوشلسٹ اور غیر سوشلسٹ ممالک کو نہیں دیکھتے۔ ہمیشہ اپنا اچھا اور دوسروں کا برا کہتے ہیں۔ اور اسی کام نے انہیں مزید ذلت و رسوائی سے دوچار کر دیا ہے۔

چین جو کہ ایک سوشلسٹ ملک ہے اُدھر بھی روس نے اپنی سفارت کے لئے راہ ڈھونڈنا چاہی تاکہ لین پیاؤ کے ذریعے انتظامی انقلاب لاسکیں۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا

اگر مقصد سوشلزم قائم کرنا ہے تو چین میں تو سوشلزم تھا پھر مزید اسے کیا چاہیئے تھا ؟

پولینڈ جو کہ ایک سوشلسٹ ملک ہے اس میں لیبر پارٹی بھی برسرِ اقتدار ہیں۔ لیکن جب اس میں لیبر پارٹی اور لیبر اتحادی روسیوں کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے تو اپنے فوجی حلوں کے باعث ان کو دبا دیا گیا۔

یہ مثالیں اس پر دلالت کرتی ہے کہ روسی توسیع پسندی چاہتے ہیں اور سوشلزم اس مقصد کے لئے ایک وسیلہ ہے جس نے دنیا کو ایک بڑے خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔

یہ جو تیسری دنیا کے ممالک میں سیاسی شعور نے چنداں ترقی نہیں کی ہے تو اس کی وجہ زیادہ تر باہر کی برادری ہے روسیوں کی استعماری سیاست جو مارکسیزم اور لینزم کے تحت عمل میں آتی ہے۔ صرف فوجی منصوبوں اور حملوں سے اس کی روک تھام نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ صرف اور صرف اسلامی آئیڈیالوجی اور اسلامی فرہنگ ہی یہ کام کر سکتی ہے کہ انہیں محصور کر کے ان کو آگے بڑھنے میں رکاوٹ بن جائیں۔ ہم اپنے ہتھیاروں کی مدد سے جنگ کرنے کے علاوہ اپنے فرہنگی جہاد کو بھی دوام دیتے رہیں گے اور اسلامی ممالک کو چاہیئے کہ اپنے اندرونی تنازعوں کو ختم کر کے افغانستان کے مجاہدین کے ساتھ امداد اور حوصلے کو اور بھی شدت دیں تاکہ وہ افغانستان میں اسلام کے دفاع کی راہ میں اپنا فرض ادا کرتے رہیں اور اسلام کا جھنڈا ایک مرتبہ پھر پوری آزادی کے ساتھ لہرایا جا سکے اور اس ملک کے عوام کی خواہشات کے مطابق اس میں اسلامی نظام کا نفاذ ہو سکے۔

بقیہ ۔ انفاق فی سبیل اللہ

سفارش سے مراد کفار کی سفارش ہے۔ گنہگار مسلمانوں کے حق میں انبیاء، علماء، شہداء اور صلحا شفاعت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔

قیامت کی گھڑی چونکہ بہت سخت گھڑی ہوتی ہے لیکن ان سخت لمحات میں بھی مسلمان کے فی سبیل اللہ صدقات اس کے سر پہ سائبان کی طرح نمودار ہو جاتے ہیں۔ یہ سایہ دینوی صدقات کی کمی وبیشی کے مطابق کم و زیادہ ہوتا ہے اور اعمال کے میزان میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور خداوند تعالےٰ کی رحمت کے سبب بنتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ کوتاہی ترک کر دیں اور ہر کام میں مستقبل کو مدّ نظر رکھیں اور اپنی صلاحیتوں اور مال و منال کو عبث ضائع نہ کریں تاکہ وہ ہلاکت سے نجات پا سکے اور راحت و سکون سے زندگی گذاریں۔

مثنوی:

بخل وحشت مرد رسوا کند
بلکہ در چاہ ہلاکش افگند
روی جنت کجا بیند بخیل
بستہ پہ افتادہ اندر پای میل
رستخیز یا جہنم کار نیست
جائی ممسک جز میان نار نیست

(والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ)

گرم کمرہ

حیات اللہ حلیم

صبح کی دودھیا روشنی تاریکی کی چادر سمیٹ کر فضا میں اپنا آنچل لہرا رہی تھی۔ کوک کے گاؤں کے غمزدہ گھروں کی انگیٹھیوں کی چمنیوں سے نکلنے والا دھواں آہستہ آہستہ ہوا میں تحلیل ہو رہا تھا۔ سردی اس کڑاکے کی پڑ رہی تھی کہ بے اختیار آدمی کی ہڈیاں چٹخنے لگتیں۔ جاڑے کی یخ بستہ ہوائیں کسی بھوکے خونخوار درندے کی مانند چیخ رہی تھیں۔ کیا میدان اور کیا پہاڑ سبھی نے برف کا سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا اور اپنی برفیلی گود کو ہر ذی روح کے لئے تنگ کر رکھا تھا۔

گاؤں کے سبزہ زار، پگڈنڈیاں اور وہ زمینی نشیب و فراز جہاں گرمیوں میں لوگ اِدھر سے اُدھر آیا جایا کرتے تھے۔ اب برف سے یوں ڈھکے ہوئے تھے کہ دیکھ کر آنکھیں چُندھیا جاتی تھیں۔ گوربت کی پہاڑیوں کی اُونچی اونچی برفانی چوٹیوں سے ہوا یوں کھیل رہی تھی۔ گویا بادلوں کے بڑے بڑے ٹکڑے پہاڑیوں کے سینوں پر نیچے پھسل رہے ہوں۔ کوئی بھی اپنے گھروں سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ سردی نے چلنے پھرنے پر ایسی سخت پابندی لگا رکھی تھی کہ عدم پابندی کی صورت میں باہر نکلتے ہی آدمی کو اپنے جسم سے گوشت جُدا ہوتے ہوئے محسوس ہوتا تھا۔

شاتمیر کاکا کی انگیٹھی آج کچھ گرم سی تھی اور اس کے بچوں کے لئے بہت بڑی غنیمت محسوس ہو رہی تھی

مجاہدین تھکاوٹ کے بعد چائے پیتے ہیں

اس کے بچے اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ان کے درمیان بیٹھا مزے مزے کی کہانیاں سنا رہا تھا کہانی سنانے کے درمیان کبھی کبھی وہ اپنی گرم انگیٹھی کی تعریف کرنے لگتا اور کبھی سردی کو بُرا بھلا کہتے ہوئے اپنے بچوں کو تائید کرتا۔ دیکھو بچو! باہر نہ نکلنا۔ ورنہ سردی لگ جائے گی۔ یہ یخ بستہ ظالم ہوا تمہارا گوشت نوچ لے گی اور تم خدانخواستہ بیمار پڑ جاؤ گے کیونکہ جاڑے کی سردی تو سورج کو بھی مغلوب کر دیتی ہے۔"

لیکن کبھی کبھی ان کی باتوں کے درمیان چنگھاڑتی ہوئی ٹھنڈی ہوا کچھ اس طرح حملہ آور ہو جاتی۔ کہ شاتمیر کاکا کے گرم کمرے کی کھڑکی کو کھٹکھٹا کے رکھ دیتی اور یوں شاتمیر کاکا کی باتوں کو ثبات مل جاتا تھا۔

شامیر کاکا بولتے بولتے خاموش ہوگیا اور اس کے تصورات کی کشتی اندیشوں اور تفکرات کے سمندر میں ہچکولے کھانے لگی۔ گاؤں سے دور صحرا تھے۔ لیکن وہ ایسی جگہیں تھیں کہ وہاں تک راستے جاتے تھے۔ وہ تمام صحرا برف سے مکمل طور پر ڈھکے ہوئے نظر آتے تھے۔ شامیر کاکا کی نظر دور دور تک سفر کرتی ہوئی ان برف پوش صحراؤں پر پڑی تو وہ بے اختیار اپنی ہی جگہ پر کانپ کر رہ گیا اور نورہ بی بی نے بھی اپنی رضائی اپنے اور اپنے بچوں کے اوپر اچھی طرح سے ڈال دی۔

جاڑے کی تیز آندھی پہلے ہی کی طرح چنگھاڑ رہی تھی۔ اور کچھ اس قوت سے چنگھاڑ رہی تھی کہ لگتا تھا آج زمین پر بسنے والے ہر ذی روح کو زندہ نگل لے گی۔ لیکن اچانک آندھی کے شور کے ساتھ ہی بالکل ایک دوسری طرح کے دلدوز اور خوفناک شور نے گاؤں کی پُرسکون فضا کو بے سکون کر دیا۔ اور اس تیز آندھی کا شور شامیر کاکا کے گرم کمرے کے آئینوں سے ہوکر مشرق کی جانب لپکا۔ پہلے پہل تو شامیر کاکا طیارے کے شور اور آندھی کی چیخ و پکار کے فرق کو نہ سمجھ سکا۔ لیکن اس شور کے اٹھنے کے ساتھ ہی جیسے طوفان نے اپنا کام شروع کر دیا ہو مشرق کی جانب سے اٹھنے والا یہ طوفان اپنے ساتھ شامیر کاکا کے گاؤں میں شدید ہلچل مچا گیا اور شامیر کاکا کے گرم کمرے کو ویرانہ بنانے لگا۔ سب دروازے کی جانب دوڑے۔ لیکن شامیر کاکا ابھی دروازے تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ اپنے آپ سے بے خبر ہوگیا اور اسے کچھ ہوش نہ رہا۔

خدا ہی جانتا ہے کتنا وقت گذرا ہوگا، جب اس نے آنکھیں کھولیں۔ تو آسمان کے وسیع دامن پر اس کی نظر پڑی۔ لیکن پھر بھی اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ کہ وہ کہاں پڑا ہوا ہے۔ ہاتھ پاؤں سردی سے اینٹھ چکے تھے۔ اس نے بوکھلاہٹ میں نظریں ادھر ادھر گھمائیں اور اچانک چیخ نما آوازیں اس کے کان میں پڑیں۔ "ارے دیکھو۔ بابا زندہ ہے، ہمارا بابا زندہ ہے وہ دیکھو۔ اس نے آنکھیں کھول ہوتی ہیں اور اس کے پاؤں بھی ہل رہے ہیں"۔

شامیر کاکا اس نیم مردہ حالت میں بھی حیران رہ گیا۔ کہ یہ سب کیا ہے؟ لیکن جب وہ مکمل طور پر ہوش میں آگیا اور جب اس کا دھیان اپنے گرم کمرے کی طرف گیا تو وہ کڑھ کر رہ گیا۔ اس کے گرم کمرے کی پشت والی دیوار تو بم اپنے ساتھ اڑا کر لے گئی تھی۔ پھر اس نے اپنی نظر دروازے پر جما دی تو اپنے بچوں پر نظریں جم کر رہ گئیں۔ وہ تو زندہ تھے۔ زندہ بچ گئے تھے اور اس سے کہہ رہے تھے "بابا! تمہیں پتہ ہے تم یہاں کیوں پڑے ہوئے ہو؟ اب طیارے چلے گئے ہیں۔ گاؤں کو ویران اور کھنڈر بنا کر چلے گئے ہیں۔ پورے چھ طیارے تھے۔ شامک کے دادا کے گھر میں تو کوئی بھی زندہ نہیں بچا۔ سارے گاؤں کو مٹی کا ڈھیر بنا گئے ہیں۔ وہ ادھر دیکھو بابا! ہمارا یہ گرم کمرہ بھی تو اب کھنڈر بن چکا ہے"۔ شامیر کاکا نے دائیں ہاتھ کی جانب جہاں ابھی تک اس کا دھیان نہیں گیا تھا۔ دیکھا۔ گرم کمرے کی آدھی دیوار گر چکی تھی اور اس کی چھت بھی شدید خطرے میں تھی۔ شامیر کاکا نے اٹھنا چاہا۔ تاکہ وہ یہاں سے باہر نکلے لیکن جلد ہی وہ سمجھ گیا کہ وہ ابھی تک یہاں کیوں پڑا ہوا ہے اس کی ٹانگ سے درد کی شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں جسے محسوس کرتے ہوئے جب اس کا ہاتھ گھٹنے تک پہنچا تو اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ پہلوان شامیر کاکا کی ٹانگ مکمل طور پر ٹوٹ چکی تھی۔

تبلیغ کے آداب و شرائط

محمد حسن "توحیدی"

الحمد اللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد: موجودہ زمانہ میں اکثر لوگ تبلیغ کا فریضہ تو ادا کرتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ تبلیغ کے آداب اور شرائط سے ناواقف ہیں۔ چونکہ تبلیغ کا سلسلہ اصل انبیاء کرام سے شروع ہوا اور امت کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام بھیجے گئے جن کا واحد مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ انسان انسانیت کی غلامی سے آزاد ہوکر صرف خدا کی غلامی اور بندگی قبول کرے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ احسان ہوا۔ (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ) لہٰذا اس عنوان کے تحت مبلغ کے لئے چند ضروری آداب وشرائط ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلے جو چیز مبلّغ کے لئے ضروری ہے وہ اخلاص قلبی ہے یعنی تبلیغ کرنے میں کسی قسم کا کوئی دنیوی فائدہ ولالچ حاصل کرنا ہرگز مقصود نہ ہو۔ بلکہ صرف اس محبوب حقیقی کا راضی کرنا اور اس کے پیارے حبیب کی نیابت کا فریضہ ادا کرنا اور امت مرحومہ علی صاحبہا التحیات والتسلیمات کی اصلاح کرنا مقصود ہو۔

۲۔ تبلیغ میں کامیاب ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ دعائیں مانگنا اور ضروریات زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا۔ کیونکہ ہر نبیؑ نے اپنی قوم سے کہا (وما اجری الا علی اللہ) یعنی میں تبلیغ کا معاوضہ تم سے نہیں مانگتا بلکہ صرف اس کا اجر وثواب خدا سے مانگتا ہوں۔

۳۔ مبلغ کا اپنے متعلق دو باتوں میں لوگوں کو یقین دلانا ایک اپنے سے لالچ و بے طمع ہونے کا، دوسرے فن تبلیغ میں اپنے ماہر ہونے کا اور یہ بات مسائل صلیّنہ کے سنانے سے حاصل ہوگی، جن کے لئے ایک مستقل بات تجویز کی گئی ہے۔ اور پہلی بات سے یہ فائدہ ہوگا کہ لوگ اس کو مسائل تبلیغیہ میں سچا سمجھ کر ان مسائل کو تسلیم کریں گے۔

اس لئے ہر شخص جانتا ہے کہ بے لالچ جھوٹ بولنا گناہ بے لذّت کے مصداق ہے۔ کوئی عاقل اس پر دلیری نہیں کرسکتا اور لالچی سچ بولنے کی جرأت نہیں کرسکتا، اس لئے کہ اس کا لالچ فوت ہوجاتا ہے۔

دوسری بات سے یہ فائدہ ہوگا کہ مسائل تبلیغیہ میں لوگ اس پر اعتبار کریں گے، اس لئے کہ یہ بات جب تک کہ ان کو بتانے والے کے متعلق یہ حسن ظن پیدا نہ ہوجائے کہ واقعی یہ شخص مسائل شرعیہ میں ماہر ہے، کیونکہ یہ مثل مشہور ہے کہ "نیم حکیم خطرہ جان ونیم ملا خطرہ ایمان"

نفس الامر میں کوئی شخص کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو مگر لوگوں کو اس کے متعلق ابھی تک یہ حسن ظن پیدا نہیں ہوا کہ یہ علم شریعت میں ماہر ہے تو لوگ مسائل شرعیہ میں ہرگز اس پر اعتبار نہیں کریں گے بلکہ اس کے مقابلہ میں اس سے کم درجہ کے عالم کی بات پر اعتبار کرلیں گے، صرف اس بنا پر کہ اس کے علم کے

ایک جوان مجاہد جو روس کی جنگی تباہ کاریوں کے سلسلے میں شدید زخمی ہوگیا لیکن پھر بھی اس کے ہمت سے بھرے ہوئے چہرے پر دکھ کے آثار نظر نہیں آتے

متعلق حسن ظن ان کے دلوں میں بیٹھ چکا ہے۔ یہ دونوں باتیں تبلیغ کا سنگِ بنیاد ہیں۔

۴۔ افلا ینظرون إلی الابل کیف خلقت ہ والی السماء کیف رفعت ہ والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت فذکر، انما انت مذکر ہ: ترجمہ بھلا کیا نہیں نگاہ کرتے اونٹوں پر کیسے بنائے ہیں۔ اور آسمان پر کیسا بلند کیا ہے اور پہاڑوں پر کیسے کھڑے کئے ہیں اور زمین پر کیسے صاف بچھائی ہے۔ پس تو سمجھا تیرا کام یہی ہے سمجھانا۔

یہ پانچ آیتیں ہیں سورہ غاشیہ کی۔ پہلی چار آیتوں میں چار سبقوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور پانچویں آیت میں ان چار سبقوں پر تبلیغ کرنے کا حکم مرتب فرمایا ہے اور وہ چار سبق یہ ہیں۔

۱۔ سادگی، ۲۔ بلند ہمتی۔ ۳۔ استقلال ۴۔ تواضع و فروتنی

اونٹ سے زیادہ سادگی و بے تکلفی تمام روئے زمین پر کسی جانور میں نہیں ہے۔ وقت پر جو چیز بھی سامنے آجائے خواہ کتنی ہی کڑوی کانٹا دار ہو نہایت ہی بے تکلفی سے کھالیتا ہے اور بدستور سفر کرتا چلا جاتا ہے

لہٰذا مبلغ کو سادگی و بے تکلفی کا سبق اونٹ سے سیکھنا چاہیئے اور آسمان سے زیادہ کوئی چیز بلند نہیں ہے۔ لہٰذا بلند ہمتی کا سبق آسمان سے لینا چاہیئے اور پہاڑوں سے زیادہ کسی چیز میں استقلال نہیں آپ ہزاروں ٹکریں لگائیں مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے۔ لہٰذا استقلال کا سبق پہاڑوں سے حاصل کرنا چاہیئے زمین سے زیادہ کسی چیز میں تواضع و فروتنی نہیں ہے۔ ہر وقت تمام جانوروں کے پیروں میں روندی جاتی ہے، اور آپ جو چاہیں اس پر کریں۔ وہ بے چاری نہایت ہی تواضع و انکساری سے ہر وقت آپ کی قدم بوس ہی رہتی ہے اس لئے تواضع و فروتنی کا سبق زمین سے سیکھنا چاہیئے۔ جو مبلغ ان چاروں سبقوں کا عملی جامہ پہن لے وہ مکمل مبلغ بن جاتا ہے ان چار سبقوں پر" فذکر انما انت مذکر" کا حکم مرتب فرماتا ہے

۵۔ ادعُ الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ ترجمہ آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔

اس آیت میں تین اصول بنائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ بات کو دلائل عقلیہ سے واضح کر کے مخاطب کے دل میں بٹھائی جائے۔ اس کو تعبیر کیا گیا حکمت کے ساتھ دوسرے یہ کہ مخاطب کو نہایت مخلصانہ طور پر مؤثر انداز سے نصیحت کی جائے اور نیک و بد اور نشیب و فراز سے آگاہ کیا جاوے اس کو موعظہ حسنہ فرمایا ہے۔ تیسرے یہ کہ مخاطب کی دلیلوں کو مناسب طور سے رد کر کے اس کی غلطی کو اس پر واضح کر دیا جائے اور طرز بیان ایسا اختیار کرے جس میں جھگڑا نہ پیدا ہو۔ اس کو جدال بطریق احسن کہا گیا ہے اور جو بات عقلی دلائل سے واضح ہو جائے وہ بات پکی ہو جاتی ہے۔ اس لئے شاہ عبدالقادرؒ نے حکمت کا ترجمہ پکی باتیں کیا ہے۔

۶۔ خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاھلین و اما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم۔ ترجمہ:۔ سرسری برتاؤ قبول کر لیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایا

کیجئے اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے، بلاشبہ وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں (یعنی نیک کام کیجئے اور جاہلوں سے پرے رہیئے لڑنے نہ لگیئے۔ نہیں تو آپ بھی جاہل بنے۔ اور کار رحمٰن میں کار شیطان آیا اور اگر ایک وقت شیطان جھڑپ کو وادے جب یاد آوے شتاب پناہ پکڑے اللہ کی اور سنبھل جاوے اپنے جہل میں نہ چلا جاوے سب کا حاصل یہ ہے کہ حتی الامکان ملاطفت و نرمی سے کام لے۔

۷۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم۔ ترجمہ: اور تم ان لوگوں کو برا نہ کہو جن کو وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا کہ وہ برا نہ کہہ بیٹھیں اللہ کو بے ادبی سے نہ سمجھ کر۔ اس آیت میں واعظین و مبلغین کو یہ ادب سکھلایا گیا ہے کہ جس قوم کو تبلیغ کرتے ہوں اس قوم کے ان بزرگوں کو جن کو وہ اپنے اعتقاد میں قاضی الحاجات سمجھ کر پکارتے ہیں۔ ان کے سامنے برا بھلا نہ کہیں، کیونکہ اس کی خلاف ورزی میں چند نقصان ہیں (۱) سب سے بڑا نقصان یہ ہے فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم میں بیان فرمایا ہے (۲) وقت کا ضائع ہونا (۳) اصل مقصد یعنی افہام و تفہیم کا فوت ہو جانا۔ کیونکہ ایسے مبلغین کی بات کو وہ قوم سننا ہی گوارہ نہیں کریگی اکثر واعظین و مبلغین اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور اپنی تقریروں میں مخالفین کے بزرگوں کو علی الاعلان برا بھلا کہہ کر اپنے دلوں سے غیظ و غضب کی بھڑاس نکال کر اپنے دلوں کو خوب ٹھنڈک پہنچا رہے ہیں۔

اس طریقہ کے اختیار کرنے سے فریقین میں اس قدر تصادم پیدا ہو گیا ہے کہ ایک دوسرے کی تقریروں میں بیٹھنا و سننا برداشت ہی نہیں کر سکتے۔

ایسے واعظ و مبلغ حقیقت میں مصلح نہیں ہیں بلکہ غیر مصلح و مفسد ہیں کیونکہ وعظ و تبلیغ سے غرض لوگوں کی اصلاح ہے نہ کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کو برا بھلا کہہ کر اور کفر کے فتوے لگا کر دلوں کی بھڑاس نکالنا۔

صحیح طور پر واعظ و مبلغ وہ شخص ہو سکتا ہے جو تمام امت محمدیہ علی صاحبہا التحیات والتسلیمات کو اپنے بدن کے اعضاء و اجزاء سمجھ کر تبلیغ کرے۔ جس طرح کہ اپنے کسی عضو و جزو بدن میں کوئی خرابی و بیماری دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے۔ اور ہر ممکن سعی اور کوشش کو اس کی اصلاح کے لئے عمل میں لاتا ہے اسی طرح جب وہ کسی دوسرے شخص میں کوئی دین کی خرابی دیکھے تو فوراً بے چین ہو جائے اور اس کو اپنا جزو بدن سمجھ کر اس کی اصلاح میں بھی ہر ممکن سعی کو عمل میں لائے اسی کی ترجمانی کی ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان اشعار میں ؎

بنی آدم اعضائی یک دیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند
چو عضوی بدرد آورد روزگار
دگر عضو ہا را نماند قرار
تو کز محنت دیگران بی غمی
نہ شاید کہ نامت نہند آدمی۔

(جاری)

فرمان الٰہی ..... سورۂ لیل

اور اس کا مال اُس کے کچھ کام نہ آوے گا جب وہ برباد ہونے لگے گا (بربادی سے مراد جہنم میں جانا ہے) (۱۱)
واقعی ہمارے ذمہ راہ کا بتلا دینا ہے (۱۲)
اور (جیسا راہ کوئی شخص اختیار کرے گا ویسا ہی ثمرہ اُس کو دیں گے کیوں کہ) ہمارے ہی قبضہ میں ہے آخرت اور دُنیا (آگے بطور توضیح کے ارشاد ہے کہ) (۱۳)
تو میں تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکا ہوں (۱۴)
اس میں (ہمیشہ کیلئے) وُہی بدبخت داخل ہوگا جس نے (دین حق کو) جھٹلایا (۱۵)
اور (اُس سے) رُوگردانی کی (۱۶)

ایک مجاہد اور تجربہ کار عالم دین سے انٹرویو

سوال: محترم منگل صاحب۔ سب سے پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں۔

جواب: میرا نام مولوی محمد منگل ہے۔ میں صوبہ غزنی کا رہنے والا ہوں اور ۱۳۰۵ ش میں پیدا ہوا ہوں۔ میں نے ابتدائی تعلیم اپنے گرد و نواح کے جید علماء کرام سے حاصل کی اور باقی دینی تعلیم لوگر

میدان، لغمان میں حاصل کی اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے کابل کے قضا مدرسے میں داخل ہوا۔

سوال: جب آپ کو قضا کے عالی مدرسے کیطرف سے سبز فضیلت دی گئی تو آپ نے سرکاری ملازمت اختیار کی یا اپنے وطن کے نونہالوں کے دینی تعلیم و تربیت میں مصروف ہوگئے

جواب: جب میں قضا کے مدرسے سے فارغ ہوا تو مجھے صوبہ پکتیا کے اولسوالی جدران میں بحیثیت قاضی مقرر کیا گیا اور اس طرح وطن کی خدمت کرنے لگا۔

سوال: کیا ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اپنے اس منصب کے علاوہ آپ وہ دوسرے کون سے کام کر رہے تھے جو وطن کے نونہالوں کی تعلیم و تربیت میں موثر ثابت ہو رہے تھے۔

جواب: حقیقت یہ ہے کہ دینی تعلیم و تربیت ایک ضروری کام ہے اور اس کو اس وقت خوش اسلوبی سے انجام دیا جا سکتا ہے جب ملک کے دینی علماء کرام سرکاری فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ وطن کے بچوں کی تعلیم و تربیت میں بھی اہم کردار ادا کریں۔ چنانچہ میں بھی قاضی کے منصب کی بھاری ذمہ داریوں کے انجام دہی کے ساتھ ساتھ بچوں کی تعلیم و تربیت میں حصہ لیتا اور اس طرح سکول میں اعزازی طور پہ بچوں کو دینی عقائد کا درس دیتا۔

سوال: ایسا معلوم ہوتا کہ آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ ایک تجربہ کار قاضی کی حیثیت سے وطن کی خدمت کرتے ہوئے گذار دیا ہے۔ کیا آپ بحیثیت عدالتی نظام کے بارے میں کچھ بتانا پسند کریں گے۔

جواب: اسلامی ملک افغانستان میں یہ کوششیں کی جاتی تھیں کہ تمام مقدمات کو قرآن، احادیث اور فقہ حنفی کے مطابق نمٹایا جائے اور عدلیہ خلوص نیت سے

شریعت محمدی کے مطابق اپنا فریضہ انجام دینے کی کوشش کرتی تھی۔ اس لئے ہمارے مسلمان ملت میں کسی قسم کے غیر شرعی فیصلے کے لئے گنجائش نہیں تھی اور نہ ہی کسی فیصلے میں شریعت محمدی سے انحراف کیا جاسکتا تھا۔

سوال: برائے مہربانی آپ ہمیں اتنا بتادیں کہ آخری ایام میں آپ قاضی کی حیثیت سے کہاں فرائض انجام دے رہے تھے۔

جواب: ۱۳۵۴ھ میں صوبہ غور میں مجھے عدلیہ کا سربراہ مقرر کردیا گیا اور ۱۳۵۶ تک اس صوبے میں اسی منصب پر کام کرتا رہا۔

سوال: سرکاری ملازمت سے سبکدوشی کے بعد آپ کی کیا مصروفیات تھیں۔

جواب: ایک دینی عالم کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو صرف حکومتی کاموں تک محدود نہ رکھے بلکہ اسے ہر حال میں معاشرتی خرابیوں کی اصلاح کے لئے موثر طور پر اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ میں بھی جید عالم دین اور مجاہد بھائی مرحوم مولوی عبدالہادی کے ساتھ فریضہ حج کی ادائیگی اور وہاں کے جید علماء کرام کے ساتھ ملاقاتیں کرنے کی غرض سے سعودی عرب چلا گیا۔ ابھی ہم عربستان میں تھے کہ اسلامی افغانستان پر کمیونزم کے الحادی بادل چھاگئے اور کمیونسٹوں نے روس کی حمایت سے کمیونسٹ انقلاب برپا کیا۔ چنانچہ ہم نے وہاں زیادہ دیر تک قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا اور عمرہ ادا کرنے کے بعد وطن واپس لوٹے اور یہاں پر علاقے کے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر جہاد کی تیاری کرنے لگے۔ یہاں میں نے علاقے کے لوگوں کے ساتھ خصوصی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا اور کمیونسٹوں کے مذموم منصوبوں کو ناکامی سے ہمکنار کرنے کے لئے پروگرام مرتب کرنا شروع کئے۔

سوال۔ جناب منگل صاحب: کمیونسٹ انقلاب کے بعد جب آپ وطن واپس لوٹے اور مسلمانوں کی جدوجہد میں فعال کردار ادا کیا تو اس کے بعد آپ نے افغانستان کے اندر جہاد جاری رکھا یا افغانستان سے ہجرت کی اور پھر ہجرت ہی کے ایام میں افغانستان کے اندر جہاد کے لئے گئے۔

جواب: جب میں افغانستان واپس آیا تو میں ایسے انداز سے اپنی سرگرمیاں شروع کیں کہ دشمن کو میری سرگرمیوں کا علم نہ ہو جائے تاکہ مختصر عرصے میں دشمن کے مذموم مقاصد کا پول کھول سکوں۔ چنانچہ میں نے ہجرت کرنے کی نسبت اپنے ملک کے اندر ہی قیام کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ ہم نے ۱۳۵۸ ثور کو ایک سو دوسرے مسلح افراد کے ساتھ مل کر ادلسوالی پر حملہ کیا۔ میرے یہ ساتھی بندوق، کلہاڑی اور تلوار جیسے روایتی اسلحہ سے مسلح تھے۔ ہم نے ادلسوالی کو تقریباً فتح کر ہی لیا تھا کہ صوبہ غزنی سے ٹینک پہنچ گئے مجاہدین کے پاس ٹینکوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہتھیار موجود نہیں۔ اس لئے ادلسوالی پر فتح کا پرچم نہ لہرایا جاسکا۔

سوال: کیا مسلح جہاد کے بعد بھی آپ اپنے علاقے ہی مقیم رہے یا ہجرت کی راہ اپنائی۔

جواب: میں نے اس سال موسم بہار تک اپنے علاقے میں جہاد جاری رکھا، لیکن انہی دنوں مجھے پشاور میں واقع جہاد کے مرکز میں طلب کرلیا گیا، اس کے علاوہ اسلحہ کی کمی کا احساس بھی دامن گیر رہا۔ چنانچہ میں علاقے کے مجاہدین کے صلاح مشورے سے میں انفرادی طور پر پشاور چلا آیا۔ جب کہ میرا خاندان علاقے ہی میں مقیم رہا۔ یہاں تنظیمی کاموں کی اہمیت کے پیش نظر مجھے پشاور کے مرکزی دفتر میں ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ چنانچہ میں نے یہاں جہاد جاری رکھا اور حرکت انقلاب اسلامی کے مجلس شوریٰ کے رکن اور عدلیہ کے شعبے کے معاون کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا رہا۔ جب ۱۳۵۹ ثور میں جہاد میں معروف تنظیموں نے آپس میں اتحاد قائم کیا تو مجھے بھی اس اتحاد کے عالی شوریٰ کا رکن اور مہاجرین کی کمیٹی کے معاون کی حیثیت سے مقرر کیا گیا۔ جب حرکت انقلاب اسلامی دو دھڑوں میں

بٹ گئی تو میں مولوی نصراللہ منصور کی قیادت میں حرکت انقلاب اسلامی کے مالی امور کے نگران اور شوریٰ عالی اور اجرائی کارکن منتخب کرلیا گیا۔

جب افغانستان کے مجاہدین کے سات اسلامی تنظیموں کے اتحاد کا قیام عمل میں لایا گیا تو مجھے وہاں بھی مہاجرین کے محکمے کے معاون اور عالی شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے مقرر کردیا گیا۔ لیکن جب اتحاد کی بجائے اس میں شامل تنظیموں نے انفرادی طور پہ کام شروع کردیا تو میں اپنے مجاہدین کے ہمراہ ملی اسلامی محاذ افغانستان میں آیا اور یہاں ایک مشیر کی حیثیت سے مجاہدین کی خدمت کرنے لگا۔

سوال: محترم مولوی منگل صاحب! افغانستان کے اسلامی معاشرے کے ایک تجربہ کار رہنما کی حیثیت سے آپ افغانستان کے مجاہدین کے حالیہ اتحاد کو کن نظروں سے دیکھتے ہیں؟ کیا یہ اتحاد مجاہدین کے مطالبات کو پورا کرسکتی ہے؟ یا افغانستان کو درپیش مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں کوئی مثبت کردار ادا کرسکتی ہے؟

جواب: جو اتحاد "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا" کی بنیاد پہ وجود میں آئے تو اس کے سو فیصدی کامیابی و کامرانی کے امکانات موجود ہوتے ہیں ہمارا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ ہے اور ہم اپنی ساری زندگی قرآن اور احادیث کی روشنی میں گذار رہے ہیں اس لئے موجودہ اتحاد بھی قرآن کی تعلیمات کے مطابق وجود میں آیا ہے اور ہم یہ بات اطمینان کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ انشاءاللہ اس اتحاد کی برکت سے ہم موجودہ مسائل پر قابو پالیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام افغانوں کی یہ خواہش ہے کہ مجاہد تنظیموں کے درمیان اتحاد قائم ہو۔ آج افغان عوام کی اس خواہش کے مطابق ہمارے اکابرین ایک حقیقی اتحاد کے قیام کے مرحلے میں ہیں۔ ہمیں اللہ تعالےٰ کی نصرت اور امداد پہ پورا پورا بھروسہ ہے

سوال: کابل کی کٹھ پتلی حکومت کی زبانی روسیوں کے نام نہاد قومی مصالحت اور عبوری حکومت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: آپ کے سوال کے پہلے جزء کے بارے میں عرض ہے کہ ان حالات میں قومی مصالحت کے بارے میں کسی قسم کی بحث کی گنجائش نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری ملت ایک مسلمان ملت ہے۔ اور یہ مسلمان ملت خلقیوں اور پرچمیوں ملحدین کے ایک ایسے گروہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتی ہے جس کی پشت پر روسی فوجیں ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ روسی ہمارے ملت کے جزء نہیں ہیں جن کے ساتھ قومی مصالحت کے بارے میں بات چیت کی جائے۔ دوسری بات یہ کہ روسیوں نے ہماری سرزمین پر مسلح مداخلت کی ہے۔ جب یہ جارحیت ختم ہوجائے اور روسی افغانستان سے واپس چلے جائیں تو یہ تمام مسائل خود بخود حل ہوجائیں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ خلقیوں اور پرچمیوں کی تعداد افغانستان میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ قومی مصالحت کے بارے میں بات چیت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ افغان عوام کے درمیان آپس میں کسی قسم کی دشمنی اور مخاصمت نہیں ہے بلکہ وہ مشترکہ طور پہ اپنے مشترکہ دشمن کے خلاف مصروف جہاد ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں ان پروپیگنڈوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ آپ کے سوال کے دوسرے جزء کے بارے میں عرض ہے کہ ہم نے جس مقصد کے حصول کے لئے ہتھیار اٹھائے ہیں اس مقصد کے حصول تک ہتھیار نہیں رکھیں گے جب تک افغانستان میں کمیونزم کے باطل فلسفے کا ایک پیروکار بھی موجود ہو ہم اپنا جہاد جاری رکھیں گے۔ ان حالات میں اُن کے ساتھ عبوری اور مخلوط حکومت قائم کرنا پندرہ لاکھ شہیدوں کے خون کے ساتھ غداری کرنے کے سوا کوئی دوسرا معنی نہیں رکھتا۔ یہ اس لئے نہ صرف میں بلکہ افغانستان کے اسلامی معاشرے کے تمام مجاہد علما عبوری حکومت کی تجویز کو سختی سے رد کرتے ہیں اور اپنے مسلمان اور مجاہد ملت کو یہ اجازت نہیں دے سکتے

کہ وہ ان سازشوں کا شکار ہو جائیں۔

سوال: اس مقدس جہاد کے سلسلے میں آپ اپنی خوشگوار اور تلخ یادوں کے متعلق کچھ فرما دیجئے؟

جواب: اگرچہ موجودہ جہاد میں آئے روز ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ جن کو بیان کرنے کے لئے کافی وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ایک تلخ واقعہ یہ ہے کہ جب ۱۳۵۸ میں میں نے جہاد میں نہایت سرگرمی سے حصّہ لیا تو دشمن نے میرے اور میرے اہل خانہ کو گرفتار کرنے اور گھر کو جلانے کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ وہ ہمیں گرفتار کرنے میں کامیاب نہ ہوئے لیکن انہوں نے ہمارے گھر کو آگ لگا کر ہمیں سر چھپانے کی جگہ سے محروم کیا۔ لیکن اس سے بھی تلخ یاد وہ ہے جب میں ریڈیو پر اسلام دشمن کمیونسٹ ترہ کئی کا نام سنا، اقتدار پر کمیونسٹوں کے قبضے کے ساتھ ہی ہر دردمند انسان کی نظروں میں پیشگی طور پر آج کے تباہی کے مناظر گھومنے لگے۔ خوشگوار یادوں کے متعلق میں اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ آج کل ہماری مسلمان ملت زبردست مصائب و مشکلات سے دوچار ہیں لیکن اگر کسی معرکے میں مجاہدین کو فتح نصیب ہوتی ہے تو وہ خوشی کا لمحہ ہوتا ہے اور ہر سو مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

میری خوشگوار یادوں میں ایک یہ ہے کہ جب ۱۳۵۸ میں خلقیوں کی ایک بڑی فوج ہمارے علاقے میں فوجی کارروائی کے لئے آئی تو حق کے پرستاروں نے نہ صرف ابتدائی اور روایتی ہتھیاروں کے ذریعے اُن کو شکست سے دوچار کیا بلکہ اُن کو زبردست مالی و جانی نقصان بھی پہنچایا اس روز زبردست جنگ کے بعد شام کے وقت دشمن پسپائی پر مجبور ہوا۔ یہ میرے لئے ایک ناقابل فراموش خوشگوار یاد ہے۔

سوال:۔ افغانستان کے ایک تجربہ کار اور مجاہد عالم کی حیثیت سے آپ افغانستان کے مجاہد عوام کو کیا پیغام دینا پسند کریں گے؟

جواب: افغانستان کی قہرمان ملت کے سرفروش مجاہدین زخم خوردہ مہاجرین اور مسلمانوں سے میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے ۹ سال میں جہاد کے میدان میں روسیوں کو شکست سے ہمکنار کیا۔ اسی طرح وہ آج کے نازک گھڑیوں میں احساس ذمہ داری کا بھرپور مظاہرہ کریں گے۔ آپس میں مکمل اتحاد و یکجہتی برقرار رکھیں گے اور افغانستان کے مستقبل کی حکومت کے قیام میں اپنا کردار مثبت اور مؤثر انداز سے ادا کریں گے۔ اور ایک ایسی قیادت پر متفق ہو جائیں گے جو صحیح معنوں میں اسلامی قیادت ہوگی۔ اور تمام مسلمانوں اور مجاہد ملت کے لئے قابل قبول ہوگی۔ نفع و نقصان کی گھڑی آپہنچی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے تمام اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے ان نازک گھڑیوں میں یک جان اور یک آواز ہو جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ افغان عوام نے جس طرح موجودہ جد و جہد کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے سلسلے میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا ہے اسی طرح وہ اسلامی انقلاب کی حفاظت اور استحکام کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے۔

صوبہ پکتیا میں منگل کے شجاع مجاہدین کامیاب حملوں کے بعد دشمن سے پکڑے ہوئے ہتھیاروں کے ساتھ کھڑے ہیں۔

ماں کی ممتا

(قاضی صادق)

معزز قارئین کو معلوم ہوگا کہ کچھ عرصہ پہلے انجمن خواتین روس نے پاکستان انجمن خواتین کے نام خط بھیجا جس میں انہوں نے پاکستانی انجمن خواتین سے التماس کی تھی کہ وہ اُن کے بیٹوں۔ بھائیوں اور شوہروں کی آزادی کے لئے اپنا اثر رسوخ استعمال کریں جو افغان مجاہدین کے ہاتھوں محاذ جنگ میں گرفتار اور اسیر ہو چکے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ روس کی مائیں، بہنیں بھی اپنے سینے میں دل رکھتے ہیں اور اس میں اپنے بیٹوں بھائیوں کے لئے پیار اور محبت ہے لہٰذا اگر وہ (ممتا) کے بنیاد پر اپنے جگر گوشوں، لاڈلوں کے نجات کی خاطر جو کچھ بھی کہیں اور کریں یہ ان کے فطری حق ہے لیکن یہاں پر میں اُن روسی ماؤں کو اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ آپ سب سے پہلے اس بات پر ذرا ٹھنڈے دل سے سوچ اور غور کریں کہ آپ کے آنکھوں کے تارے بیٹے، بھائی اور شوہر جہاں افغان مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں۔ کیا افغان مجاہدین افغانستان کے سرحدوں کو پار کر کے روس کے حدود میں داخل ہو کر آپ کے بیٹوں اور بھائیوں کو یرغمالی بنا کر اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں یا اس کے برعکس آپ کے روسی آقاؤں نے آپ کے بیٹوں بھائیوں اور شوہروں کو اپنے ناپاک عزائم کے ساتھ افغانستان کو محکوم اور غلام بنانے کے لئے تمام بین الاقوامی اصولوں کے خلاف ورزی کر کے اپنا سامراجیت مسلط کرنے کے خاطر بھیجے ہیں۔ اور اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لئے اِن دس سال طویل عرصہ میں افغان غیور عوام پر ظلم و تشدد کرنے کی کوئی کثر نہ اٹھائیں۔ اُن کو اس بات پر سوچنا چاہیئے کہ اس دس سال کے عرصہ میں افغانستان میں کتنی مائیں بیوہ ہوگئیں، کتنے بچے یتیم ہو چکے ہیں آخر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ اب بھی ہزاروں کے تعداد میں معصوم بچے اپنی اشک بار آنکھوں کے ساتھ صبح سے شام تک گھروں کے دروازوں میں اپنے باپ اور بھائیوں کے انتظار کے لئے تڑپتے ہیں۔ اور اب بھی ہزاروں ماں باپ اور بیویاں اپنے عزیزوں سے ملنے کے لئے رات بھر آسمان کے تاروں سے باتیں کرتے رہتے ہیں اب بھی وہ اس امید پر زندہ ہیں کہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور اپنے اقارب سے ملیں گے۔ اب بھی بہت سے لوگ کا یہ خیال ہے کہ ان کے خاندان کے افراد کو روسیوں نے گرفتار کر کے سائبیریا کے مشقت گاہوں میں منتقل کیا ہے جن باتوں کا ذکر اوپر کیا گیا یہ کوئی انشاء پردازی نہیں ہے یہ افغان جہاد اور روسی جارحیت کی کھلم کھلا اور حقیقی کہانی ہے۔ اگرچہ افغانستان کے بہادر اور غیور عوام کو بحیثیت ایک مسلمان اور انسان روسی انجمن خواتین کے دکھ درد کا پورا پورا احساس ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کو یہ بھی ماننا ہوگا کہ ان سب حالات کا ذمہ دار ان کا توسیع پسند اور سرخ سامراج حکومت روس اور زمامداران کریملن ہیں اور روسی ماؤں بہنوں اور بچوں کی اس مشکل کو حل کرنے کی چابی ان کے ہاتھوں

میں ہیں۔ وہ جب چاہے اُن کے اِس مشکل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ روسی سامراج اس بات پر غور کریں اور انسانی جذبے کے تحت اپنے روسی خواتین کے دلی دکھ اور رنج کو دور کرنے کے لئے احساس ذمہ داری کے جذبے کے تحت غور کریں۔ روسی سامراج کو یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ اس کی جارحیت کی وجہ سے جتنی قربانیاں افغان عوام نے دی ہیں اور اب تک جتنے روسی فوجی افغان مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں اور ان کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے ہیں۔ ان سب کچھ ان کی غلط پالیسی اور توسیع پسندانہ مذموم عزائم کا نتیجہ ہے اب جب کہ بات کچھ اس نوعیت کی ہو تو پھر انجمن خواتین روس کو چاہیئے کہ وہ ان تمام روس خواتین بہنیں اور ماؤں کے

اس استغاثہ اور اپیل کو روسی سامراج کے آقاؤں کو پیش کریں اب بھی اس کا موقع ہے کہ اپنے پالیسی پر از سر نو غور کریں۔ اور اپنے اس جارحانہ اور سامراجی پالیسی کو ترک کر کے سچے دل سے افغانستان میں افغان عوام کے حق خود ارادیت کو تسلیم کر کے وہاں سے اپنی فوجیں غیر مشروط طور پہ واپس بلالیں اور افغانستان کے ان غیور بہادر مجاہدین جس کو روسیوں نے وطن عزیز کے آزادی کے جرم میں گرفتار کر کے KGB کے جیل خانوں میں بند کر دیا ہے۔ بلا تاخیر آزاد کریں۔ اس وقت ہوسکتا ہے کہ افغان مجاہدین بھی روسی انجمن خواتین یا کسی دوسرے انجمن کی درخواست پر ہمدردانہ غور کرنے میں دلچسپی ظاہر کریں۔ ورنہ

ادروں سے شکوہ کیا جب بن گئے اپنے بھی پرائے

روسی فوجوں کے ذریعے مجاہدین کے ہاتھوں خلقیوں اور پرچمیوں کی فروخت

افغان میڈیا ریسورس سنٹر کو اس قسم کی خبریں بغلان، پروان اور پکتیا کے صوبوں سے موصول ہوئی ہیں۔ محمد جان جو بعد میں مجاہدین کے ساتھ شامل ہوا، میران شاہ میں AMRC کے نمائندہ کو بتایا کہ وہ اس بات کا عینی شاہد ہے کہ روسیوں نے پکتیا میں کابل فوجوں کے سیاسی امور کے نائب مشیر غلام جان کو ۸۰۰۰ افغانی کے عوض زردان میں مجاہدین کے ہاتھوں فروخت کیا۔ جس پر بعد میں مجاہدین نے مقدمہ چلا کر گولی مار دی۔ بغلان سے پہنچنے والے عبدالسلام کا کہنا ہے کہ ۱۵ مئی کو روسی فوجوں نے ۱۲ افسروں اور ۴ ملیشیا کے سپاہیوں کو ۴۰۰۰ افغانی فی آدمی کے حساب سے مجاہدین کے ہاتھوں فروخت کیا

گذشتہ آٹھ سال کے دوران روسی فوجی مقامی افغانوں اور مجاہدین کے ہاتھوں پیٹرول، ٹائر، قالین اور اسلحہ دگولہ بارود فروخت کرتے رہے۔ مقامی کمیونسٹوں کی فروخت کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ روسیوں کے دلوں میں ان کے ساتھی کمیونسٹوں کا کوئی احترام نہیں ہے۔

چکمنی فوجی چھاؤنی کی تعمیر جسے مجاہدین نے فتح کرلیا۔

مسئلہ ہنوز تشنۂ تکمیل ہے

تحریر: سلام مشاھد

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ روسی لیڈر ابتداء ہی سے توسیع پسندی کی مرض میں مبتلا ہیں۔ جنہوں نے ہمیشہ اس کا علاج دنیا کے بے گناہ اور غیر مسلح عوام کی خون ریزی، قتلِ عام اور ان کے جائز حقوق کے غصب کرنے میں ڈھونڈا ہے۔

روس کی کوئی بھی حکومت اس مرض کے اثرات سے محفوظ نہیں رہی ہے۔ بلکہ روس کے تمام لیڈروں نے ہر وقت اور ہر جگہ اس قبیح خواہش کا دفاع کیا ہے۔ اور اس ضمن میں کسی بھی وحشت اور انسان کش عمل سے پرہیز نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی ملک کے سیاسی آزادی، قومی مقدسات اور جغرافیائی حدوں کی پروا کی ہے۔

اگر روس کی بدنام اور رسوا تاریخ کا مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ماسکو بارہویں صدی عیسوی سے پہلے ایک چھوٹی سی ریاست تھی۔ اور دو سو پچاس (۲۵۰) سال پہلے تازان اور تاتار کے مسلمانوں کو خبزیہ دیا کرتا تھا۔ لیکن جس وقت الیگزنڈر نوسکی اس ریاست کا سربراہ مقرر ہوا۔ تو انہوں نے نہ صرف خبزیہ دینے سے انکار کیا۔ بلکہ ماسکو کے ارد گرد کے علاقوں پر بھی قبضہ کرلیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ روس کے ہر ایک لیڈر نے توسیع پسندانہ سیاست کی پیروی کی۔ اور ماسکو کی سرحدوں کو وسعت دی

آج سے آٹھ سال قبل (۶ جدی ۱۳۵۸) روس کی کمیونسٹ حکومت نے توسیع پسندانہ سیاست کے سبب ایک آزاد اور ایک غیر جانبدار ملک افغانستان پر قبضہ کیا۔ اور اپنی فوجیں جو جدید اسلحے سے لیس تھیں۔ افغانستان میں جھونک دیں۔ اور ہمارے ملک پر وحشیانہ حملہ کیا۔ روسی مداخلت نے نہ صرف افغانستان کی سیاسی آزادی، غیر جانبدار سیاست اور اسلامی تشخص کو سلب کر ڈالا۔ بلکہ کئی میلین بے گناہ افغانوں کو شہید اور کئی میلین افغانوں کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ روسی فوجوں نے افغانستان میں وحشت اور بربریت کے وہ ظلم ڈھائے۔ جو اس سے قبل چنگیزی اور فرنگی فوجوں نے بھی نہ کئے تھے روسی حملہ اور فوجوں نے خلق، پرچم اور مزدور طبقے کی حمایت پر افغانستان میں ایک قیامت برپا کردی۔ جس کے نتیجے میں صرف دس سال میں پندرہ لاکھ افغان روس کی زہر آلود گولیوں اور وحشیانہ بمباری کی وجہ سے جام شہادت نوش فرمایا۔ ہزاروں لوگوں کو اپنے قیمتی اعضاء سے ہاتھ دھونے پڑے۔ ہزاروں بچے اپنے ماں باپ سے محروم ہوگئے۔ اور ہزاروں لوگ کابل کی پٹھو حکومت کے زندانوں میں موت کے منتظر ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے پہاڑ، جنگل اور میدان نہیں ہوں گے۔ جو روس کے اسلحے کے استعمال سے محفوظ رہے ہوں۔ ایسا گھر، قصبہ، شہر اور دیہات نہیں ہے۔ جو روسی فوج اور مزدور طبقے کی بمباری سے ویران نہ کیا گیا ہو۔ ایسا گھر اور گھرانہ نہیں۔ جس کی آنکھیں غم کے آنسوؤں سے بھری نہ ہو۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ افغانستان کے مجاہد عوام جو ایمان اور عقیدت کے اسلحے سے سرشار دنیا میں آئے ہیں۔ اور ان کی طبیعت میں اوّل سے شجاعت بھری پڑی ہے۔ روس کی ان تمام وحشیانہ کارروائیوں

کو برداشت کیا۔ اور ان حملہ آور فوجوں اور مزدور طبقہ کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔ اور مذہبی ہمت کی بدولت اپنے درخشندہ کارنامے سے تاریخ میں رقم کئے۔ اور اب روسی حملہ آور فوجوں کو اپنی شکست کا احساس ہو چکا ہے۔ اور اس حقیقت کو بھی مان گئے ہیں۔ کہ افغانستان کے مجاہد عوام پہاڑ جیسے اولوالعزم ہیں اور جب روس نے اپنی فرعونی حکمت عملی کے باوجود ان کے جذبہ جہاد کو ٹھنڈا نہیں کیا۔ تو پھر انہوں نے اپنی فوجوں اور کابل کی پٹھو حکومت کی بقا اور استحکام کی خاطر طرح طرح کے حربے استعمال کئے۔ ایک طرف انہوں نے ڈاکٹر نجیب کے واسطے جہاد کے لیڈروں کو قومی مصالحتی فارمولا پیش کیا اور مخلوط حکومت کی تشکیل کرنے کی دعوت دی۔ اور دوسری طرف جنیوا مذاکرات کے ہونے کا مطالبہ کیا۔ مگر مجاہد لیڈر روس کی مخلوط حکومت کے تلخ تجربے دیکھ چکے ہیں۔ اور سب اس پر متفق ہیں۔ کہ ایسے مطالبے اور پیشکشیں بالکل فرسودہ ہیں۔ مخلوط حکومت کی شکل بھی بہت پرانی ہے۔ جو نہ صرف ہمارے مسلمان ملت نے اسے مسترد کیا۔ بلکہ یہ افغانستان کے سیاسی بحران کو حل کرنے کے لئے ایک موثر وسیلہ بھی نہیں۔ ابھی روس کی کمیونسٹ حکومت ایسی پیش کشیں پیش کرتے پر وہ کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جو انہوں نے میدان جنگ میں حاصل نہ کی۔ حالانکہ افغانستان کے مجاہدین اور مہاجرین رہنماؤں نے جنیوا مذاکرات کی مذمت کی۔ جو ۱۹۸۲ء سے شروع ہوئے۔ اور بالآخر ۱۴ اپریل ۸۸ء میں ایک لنگڑے لولے معاہدے کی شکل میں اختتام پذیر ہوئے جس کے عمل درآمد پر افغان مجاہدین اور مہاجرین کا ر بند نہیں کیوں کہ یہ معاہدہ افغانستان کے عوام کی حقیقی ترجمانی نہیں کرتا۔ بلکہ یہ معاہدہ افغانستان کے عوام کے لئے ایک قتل گاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ درحقیقت جنیوا معاہدہ روسی فوجوں کی باعزت واپسی اور کابل مزدور حکومت کی بقاء اور استحکام کی علامت ہے۔ جب روسی کمیونسٹ حکومت کے تمام مطالبات اور پیش کشیں مکمل طور پر بے کار ثابت ہوئیں۔ اور عالمی برادری میں ان کی جو بدنامی ہوئی۔ تو ان کے پیش نظر روسی حکومت نے اعلان کیا۔ کہ روسی فوجیں ہر صورت میں افغانستان سے نکل جائے گی۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ روسی رہنما کبھی بھی افغانستان کے سیاسی بحران کو حل نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ اسے طول دینا چاہتے ہیں۔ اگر حقیقی معنوں میں روسی رہنما افغانستان کے سیاسی بحران کا ایک جامع حل چاہتے ہیں۔ تو پھر کیوں اقوام متحدہ غیر جانب دار ممالک اسلامی کنونشن، مغربی ممالک اور سارک کے ممبر ممالک کے فیصلوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

جس وقت روسی فوجیں افغانستان سے مکمل طور پر واپس نہیں چلی جاتی۔ اور افغانستان میں ایک اسلامی ملک معرض وجود میں نہیں آتا۔ تب تک افغانستان کے غیور مسلمان کمیونسٹوں کے خلاف مورچہ زن رہیں گے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت افغانستان کے جیالوں کے جذبات کو ٹھنڈا اور ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتی۔

ہر روز ایک فوجی چھاؤنی فتح ہو رہی ہے اور اس کا اسلحہ مجاہدین کے ہاتھوں میں آ رہا ہے

میرے کہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
تیری چٹانوں میں ہے میرے اب و جد کی خاک!
روزِ ازل سے ہے تو منزلِ شاہین و چرغ
لالہ و گل سے تہی، نغمۂ بلبل سے پاک!
تیرے خم و پیچ میں میری بہشتِ بریں
خاک تری عنبریں! آب ترا تابناک!
باز نہ ہوگا کبھی بندۂ کبک و حمام
حفظِ بدن کے لیے روح کو کر دوں ہلاک!
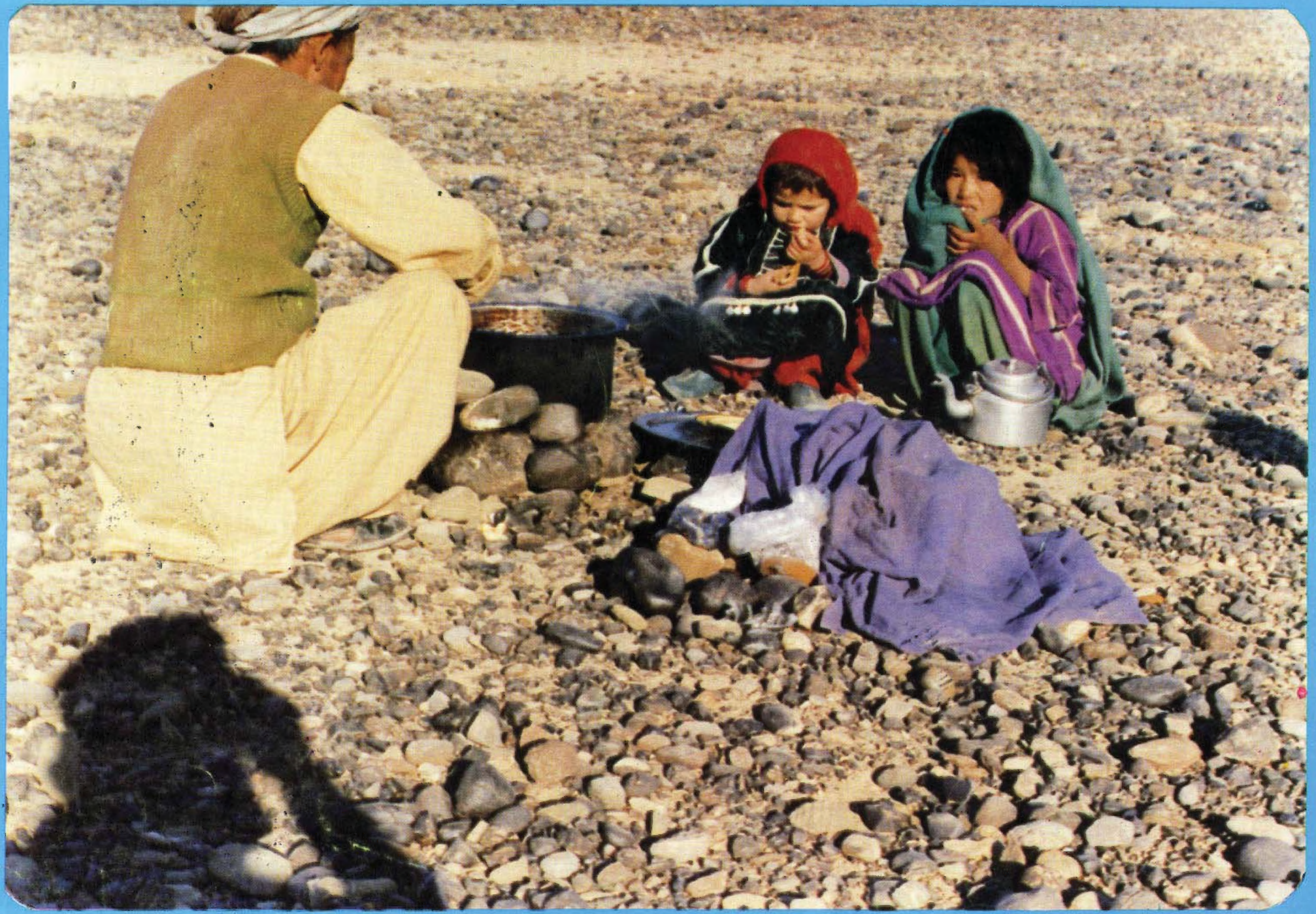
آخری صفحہ کے تصویر افغان مہاجرین کی حالت زار کا ایک نمونہ